حضور ﷺ کے انمول آنسو

مُصنّف

مولانا محمد اویس سرور صاحب

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

اِقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
فون: 042-37224228-37221395

Marfat.com

Marfat.com

حضور ﷺ کے انمول آنسو

مصنّف

مولانا محمد اویس سرور صاحب

مکتبہ رحمانیہ

اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37221395

Marfat.com

111766

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

نام کتاب: .... حضور ﷺ کے انمول آنسو

مصنف: .... مولانا محمد اویس سرور صاحب

ناشر: .... مکتبہ رحمانیہ

مطبع: .... لعل سٹار پرنٹرز لاہور

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما دیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

Marfat.com

سلام ان پر جو غم میں قوم کے راتوں کو روتے تھے
درود ان پر جو روتوں کو ہنسانے کے لئے آئے
انہیں کا نام لے کر صبح کو کلیاں چٹکتی ہیں
وہ کانٹوں میں رہے اور گل کھلانے کے لئے آئے

زکی کیفی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	فہرست عنوانات	نمبر شمار
۱۳	پیش لفظ	۱
۱۷	مقدمہ	۲
۱۷	(۱) اللہ کے خوف سے رونے کے فضائل	۳
۱۸	آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں	۴
۱۹	احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں	۵
۲۰	اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں	۶
۲۰	(۲) مصائب پر رونے کی شرعی حدود	۷
۲۱	نوحہ و ماتم کرنے والی عورتوں پر لعنت	۸
۲۱	اظہارِ غم کا شرعی طریقہ	۹
۲۲	تعزیت کا شرعی طریقہ	۱۰
۲۳	(۳) حضور ﷺ کے قلبِ مبارک میں اپنی امت کا درد	۱۱
۲۷	**باب اوّل** راہِ حق میں نبی پاک ﷺ کو پیش آنے والی تکالیف	۱۲

Marfat.com

۱۳	اہلِ شرک کی سازشیں	۲۹
۱۴	ایک کافر کا حضور ﷺ سے مناظرہ	۳۱
۱۵	اسلام گھر گھر پہنچ کر رہے گا	۳۵
۱۶	قریشِ مکہ کا حضور ﷺ سے مناظرہ	۳۶
۱۷	ابولہب کی حضور ﷺ کو بددعا اور سورۂ لہب کا نزول	۴۱
۱۸	ایک محاربی بوڑھے کی حضور ﷺ سے بدتمیزی	۴۳
۱۹	قبیلہ کندہ کو اسلام کی دعوت اور آپ ﷺ کا غم	۴۵
۲۰	ایک مشرک کا حضور ﷺ کو اونٹنی سے گرانا	۴۷
۲۱	ابولہب دعوتِ حق میں روڑے اٹکاتا ہے!	۵۰
۲۲	تمام انبیاء سے زیادہ تکالیف حضور ﷺ پر آئیں	۵۲
۲۳	سفر طائف اور اسلام کی دعوت	۵۳
۲۴	”اے بیٹی! مت رو“	۵۷
۲۵	مشرکین کا ابوطالب سے شکایت کرنا	۵۸
۲۶	حضور ﷺ کی تکالیف کا دردناک منظر	۶۰
۲۷	عقبہ بن ابی معیط کا حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانا	۶۱
۲۸	مشرکین کا حضور ﷺ کو طعنے دینا	۶۲
۲۹	سب سے سخت تکالیف......	۶۴
۳۰	آل فرعون کا مؤمن اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ	۶۵
۳۱	مشرکین کا حضور ﷺ پر اوجھڑی ڈالنا	۶۷
۳۲	ابوجہل کا حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانا	۶۹
۳۳	ابوجہل حضور ﷺ کو نماز سے روکتا ہے	۷۰

Marfat.com

۳۴	ابولہب اور دعوتِ اسلام کی مخالفت	۷۲
۳۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کو طلاق	۷۳
۳۶	مشرکین کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر گندگی ڈالنا	۷۵
۳۷	ہجرت کے سفر میں......	۷۵
۳۸	جنگِ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخمی ہونا	۷۶
۳۹	**باب دوم** **نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو**	۷۹
۴۰	زمانہ جاہلیت کا ایک دل سوز واقعہ	۸۱
۴۱	اپنے گھر والوں کو ڈرائیں	۸۳
۴۲	حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی حالت پر	۸۴
۴۳	حضرت حصین رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام	۸۵
۴۴	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن سن کر	۸۷
۴۵	حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرماتے ہوئے	۸۸
۴۶	بارش کی دعا کرتے ہوئے	۹۰
۴۷	حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو	۹۲
۴۸	شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی	۹۴
۴۹	حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی زخمی آنکھ	۹۵
۵۰	''اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جا!''	۹۶
۵۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فجر کی نماز میں رونا	۹۷
۵۲	قدریہ کے انجام پر	۹۸

Marfat.com

۵۳	تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے!	۹۹
۵۴	پتھروں اور مٹی کے ڈھیلوں کا رونا	۱۰۱
۵۵	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیماری پر	۱۰۲
۵۶	منبر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا	۱۰۴
۵۷	طواف کے دوران	۱۰۵
۵۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں رونا	۱۰۶
۵۹	حجرِ اسود کا بوسہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو	۱۰۶
۶۰	اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر زیادہ رحم کرنے والا ہے	۱۰۷
۶۱	حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی تکلیف پر	۱۰۹
۶۲	قریش کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت حق سے روکنا	۱۱۲
۶۳	اونٹ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کرنا	۱۱۴
۶۴	سورج گرہن کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو	۱۱۶
۶۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کے خوف سے زار و قطار رونا	۱۱۸
۶۶	نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خوفِ آخرت	۱۲۱
۶۷	قبرستان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا	۱۲۲
۶۸	نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انصار سے ملاقات	۱۲۳
۶۹	امت کی مغفرت کی دعا	۱۲۶
۷۰	غزوۂ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو	۱۲۷
۷۱	غزوۂ بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ	۱۲۸
۷۲	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر	۱۳۱
۷۳	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو	۱۳۲

Marfat.com

۷۴	دو چیزیں کبھی فراموش مت کرنا	۱۳۶
۷۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت	۱۳۷
۷۶	اسلام قبول کرنے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکالیف	۱۳۸
۷۷	حضور ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی بھوک	۱۴۱
۷۸	حصولِ شفاعت کا نسخہ	۱۴۴
۷۹	حضور ﷺ کی پرسوز نصیحتیں	۱۴۵
۸۰	اہلِ صفہ کے رونے پر حضور ﷺ کا رونا	۱۵۰
۸۱	ایک قبر کو دیکھ کر	۱۵۱
۸۲	ابوطالب کی وفات پر	۱۵۲
۸۳	حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی وفات	۱۵۳
۸۴	حضور ﷺ والدہ کی قبر پر روتے ہیں	۱۵۴
۸۵	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر	۱۵۴
۸۶	نبی پاک ﷺ کے نواسے کی وفات	۱۵۵
۸۷	حضور ﷺ کی صاحبزادی کا وصال	۱۵۶
۸۸	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت	۱۵۷
۸۹	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور حضور ﷺ کا رونا	۱۵۸
۹۰	بنت رسول ﷺ کی تدفین	۱۵۸
۹۱	حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات	۱۵۹
۹۲	غزوۂ موتہ کے لئے لشکر کی روانگی	۱۶۰
۹۳	حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت	۱۶۱
۹۴	حضرت ثابت بن ربیع رضی اللہ عنہ کی وفات پر	۱۶۳

Marfat.com

۹۵	اے ابراہیم! ہم بہت غمگین ہیں	۱۶۴
۹۶	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت	۱۶۶
۹۷	حضور ﷺ کا امت کو الوداع کہنا	۱۶۹
۹۸	فہرس المراجع	۱۷۳

☆☆☆

Marfat.com

پیشِ لفظ

حضور نبی اکرم ﷺ کے قلبِ مبارک میں اپنی امت کا جتنا درد تھا اس کی مثال انبیاء سابقین علیہم السلام میں نہیں ملتی۔ آپ دن کو دل کی تڑپ، جسم کی مشقت، غیروں کی بے اعتنائی اور اپنوں کی بے وفائی کو سہتے ہوئے بہتے آنسوؤں اور رستے لہو کے ساتھ اللہ کے دین کی دعوت دیتے اور رات کو اللہ کے سامنے عاجزی اور نیاز مندی کے ساتھ آنسو بہاتے اور امت کی ہدایت کی دعائیں مانگتے۔

آپ ﷺ اپنی امت کے لئے اتنا روئے کہ کوئی نبی اتنا نہ رویا اور آپ اتنا تڑپے کہ کوئی نبی اتنا نہ تڑپا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا آپ کو تسلیاں دیں اور حد سے زیادہ غم نہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا:

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾(۱)

''شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر خود کو ہلکان کر ڈالیں گے''

کبھی مکہ کی خشک گرم وادیوں میں آپ کی صدا گونجی، کبھی احد اور طائف کے میدانوں نے آپ کا مبارک لہو اپنے لئے گوہر نایاب سمجھ کر قبول کیا اور کبھی تبوک میں آپ کا مبارک پسینہ دینِ الٰہی کی سربلندی کی خاطر بہتا نظر آتا ہے۔ آپ کی مقدس صاحب زادیوں کو اس دین کی خاطر قبل از رخصتی طلاق کا گھاؤ بھی سہنا پڑا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے محبوب چچا کی قربانی بھی آپ نے اسی راہ میں برداشت فرمائی۔

(۱) الشعراء:۳

Marfat.com

حضرت منیب ازدی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زمانہ جاہلیت میں دیکھا تھا کہ آپ فرمارہے تھے کہ اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہہ لو کامیاب ہو جاؤ گے۔ تو میں نے دیکھا کہ ان میں سے کوئی تو آپ کے چہرے پر تھوک رہا ہے اور کوئی آپ پر مٹی ڈال رہا ہے اور کوئی آپ کو گالیاں دے رہا ہے اور یونہی ہوتا رہا یہاں تک کہ آدھا دن گزر گیا۔ پھر ایک لڑکی پانی کا پیالہ لیکر آئی جس سے آپ نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا اور کہا "اے میری بیٹی! نہ تو اپنے باپ کے اچانک قتل ہونے کا خطرہ محسوس کرو اور نہ کسی قسم کی ذلت کا"(۱)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں رضی اللہ عنہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا گر تم مجھ کو اور رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھتیں جب ہم دونوں غار ثور پر چڑھے تھے تو عجیب منظر دیکھتیں حضور ﷺ کے قدموں سے خون ٹپک رہا تھا اور میرے دونوں پاؤں سن ہوکر پتھرا گئے تھے۔(۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن حضور ﷺ کا داہنا نچلا رباعی دانت شہید ہو گیا تھا۔ اور آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا تھا۔ آپ اپنے چہرہ مبارک سے خون پونچھتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جنھوں نے اپنے نبی کے سر کو زخمی کر دیا اور اس کا اگلا دانت شہید کر دیا حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف دعوت دے رہے تھے۔(۳)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ غزوہ احد کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کا اگلا دانت شہید ہو چکا ہے۔ اور آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہے اور خود کی دو کڑیاں آپ کے رخسار مبارک میں گھس گئی ہیں۔(۴)

---

(۱) المعجم الكبير للطبراني، رقم:١٧١٩٣ (١٥/ ٢٧٥)، جامع الأحاديث، رقم:٤١٢٠١ (٣٨/ ١٣١)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (٢/ ٤٥٤)

(٢) حياة الصحابة (١/ ٣٦٢)

(٣) صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة أحد، رقم:٣٣٤٦، سنن الترمذي، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ومن سورة آل عمران، رقم:٢٩٢٨، سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، رقم:٤٠١٧

(٤) البداية والنهاية (٤/ ٢٩)، طبقات ابن سعد (٣/ ٢٩٨)، كنز العمال (٥/ ٢٧٤)

Marfat.com

اسی لئے آپ ﷺ کا یہ فرمان کتبِ احادیث میں نقش ہے، ارشاد ہے:

''اللہ کی خاطر جتنی تکلیف مجھے پہنچائی گئی اتنی کسی کو نہیں پہنچائی گئی۔ اور جتنا مجھے اللہ کی وجہ سے ڈرایا گیا اتنا کسی کو نہیں ڈرایا گیا''(۱)

اس کتاب میں نبی پاک ﷺ کی سیرت مبارکہ سے منتخب کردہ کچھ ایسے واقعات کو جمع کیا گیا ہے، جن میں آپ ﷺ کو پیش آمدہ تکالیف اور دعوتِ حق میں پیش آنے والی پریشانیوں کا تذکرہ ہے، نیز ان واقعات کو بھی جمع کیا گیا ہے جن میں آپ ﷺ کے اشک بار ہونے کا تذکرہ ملتا ہے۔

یہ کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے:

بابِ اول: اس باب میں نبی پاک ﷺ کو پیش آنے والے ان دردناک واقعات اور تکلیف دہ امور کا تذکرہ ہوگا جو آپ کو دعوتِ حق کی اشاعت اور غلبۂ اسلام کی کاوشوں کے دوران پیش آئے۔ ان واقعات سے امت کے لئے آپ کا درد و غم بھی آشکارا ہوگا۔ ان واقعات کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک بے عمل امتی کے سامنے افضل ترین پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی زندگی کا وہ گوشہ آشکارا کیا جائے جو اس امتی کی فکر سے لبریز اور مزین تھا۔ شاید ان واقعات کو پڑھ کر عمل کی راہ متعین ہو اور سنت نبوی ﷺ کو تھامنے کا جذبہ بیدار ہو اور محبت رسول ﷺ کی چنگاری فروزاں ہو سکے۔

باب دوم: اس باب میں ایسے واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں نبی پاک ﷺ کے اشک بار ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ آپ ﷺ کے یہ آنسو کبھی اللہ کے خوف سے گرے اور کبھی اپنے محبوب ساتھیوں اور اولاد کی وفات پر، کبھی کوئی دل سوز واقعہ آپ ﷺ کی آنکھوں کے پرنم ہونے کا سبب بنا اور کبھی کسی ساتھی کی تکلیف اور کبھی امت کے درد

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب منه، رقم: ۲۳۹٦، سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل سلمان وأبی ذر والمقداد، رقم: ۱٤۸، مسند أحمد، رقم: ۱۱۷٦۷، البداية والنهاية (۳/٤۷)، الترغیب والترهیب (٥/۱٥۹)

Marfat.com

میں آپ کی آنکھیں اشک بار ہوئیں۔اس باب میں ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے گریہ وزاری اور احکاماتِ الٰہیہ کی عظمت کے پیشِ نظر آپ ﷺ کا آبدیدہ ہونا بھی ملتا ہے۔

قارئین سے گذارش ہے کہ دورانِ مطالعہ اگر کوئی بات پسند آئے اور دل کے تاروں کو چھیڑ جائے تو راقم کے لئے دعا فرمائیں اور اتباع رسول ﷺ میں آگے بڑھنے کی سعی فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ دعا ہے کہ کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اور راقم کے لئے، ناشر کتاب منتظمین مکتبہ رحمانیہ کے لئے اور جملہ معاونین کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔

شگفتہ ہو کے کلی دل کی پھول ہو جائے
یہ التجائے مسافر قبول ہو جائے

محمد اویس سرور

Marfat.com

مقدمہ

یہ مقدمہ درج ذیل تین امور پر مشتمل ہے:

(۱) اللہ کے خوف سے رونے کے فضائل

(۲) مصائب پر رونے کی شرعی حدود

(۳) حضور ﷺ کے قلبِ مبارک میں اپنی امت کا درد

(۱) اللہ کے خوف سے رونے کے فضائل

بسا اوقات مومن پر غفلت طاری ہو جاتی ہے اور اس سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے یا کوئی کوتاہی سرزد ہو جاتی ہے جو کہ ایک صاحب بصیرت، مطیع اور عاجزی اور خشوع وخضوع اختیار کرنے والے بندے سے نہ ہونا چاہئے، مگر بہت جلد اسے یاد آ جاتا ہے وہ غلطی پر متنبہ ہو جاتا ہے۔ غفلت سے بیدار ہو جاتا ہے۔ لغزش سے رجوع کر لیتا ہے۔ کوتاہی پر استغفار کرتا ہے اور اپنے فعل پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے، توبہ واستغفار کرتے ہوئے اور خدا کے سامنے عاجزی اور فروتنی کرتے ہوئے اپنے امن دینے والے رب کی پناہ میں آ جاتا ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَٰئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ﴾(۱)

"جو لوگ متقی ہیں ان کا حال تو یہ ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی برا خیال

(۱) الاعراف: ۲۰۱

Marfat.com

اگر انہیں چھو بھی جاتا ہے تو وہ فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ ان کے لئے صحیح طریقۂ کار کیا ہے"

غفلت اس دل پر طاری نہیں ہوتی جو خدا سے محبت کرتا ہو اور اسی سے ڈرتا ہو اور غفلت تو صرف ان دلوں پر ڈیرہ جماتی ہے جو خدا کے حکم اور اس کی ہدایت سے اعراض کرتے ہوں۔ سچے مسلمان کا دل تو ہمیشہ توبہ واستغفار اور انابت کے لئے کھلا رہتا ہے، اور وہ ہمیشہ اطاعت، ہدایت، تقویٰ اور رضائے الٰہی سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔

آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں

اللہ رب العزت قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا﴾(۱)

"جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ جھکتے ہوئے اور روتے ہوئے جھک جاتے ہیں"

اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنت کی حالت قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان فرمائی:

﴿وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ٥ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ٥ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ٥ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ٥﴾(۲)

"اہل جنت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال کریں گے اور کہیں گے کہ ہم اپنے گھر والوں اللہ سے ڈرتے رہتے تھے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں جہنم کی گرم ہوا سے بچا لیا۔ ہم اس پہلے بھی اللہ کو ہی پکارا کرتے تھے بے شک وہی بھلائی کرنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے"

(۱) مریم:۵۸

(۲) الطور:۲۵۔۲۸

Marfat.com

احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ کے خوف سے رونے والے کا جہنم میں جانا ایسے ہی ناممکن ہے جیسے دودھ کا تھنوں میں واپس جانا ناممکن ہے، اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے'' (۱)

نبی کریم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ سات لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اللہ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ آدمی بھی ہوگا جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں۔ (۲)

نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ چھو بھی نہیں سکتی، ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں پہرے دیتے ہوئے جاگی ہو۔ (۳)

نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ دو قطرے اور دو نشان اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں، ایک تو اللہ کے خوف سے نکلے ہوئے آنسو کا قطرہ اور دوسرا اللہ کے راستے میں بہے ہوئے خون کا قطرہ۔ اور اللہ کے راستے میں آنے والا نشان اور دوسرا کسی فرض کو ادا کرتے ہوئے پڑے والا نشان۔ (۴)

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب فضائل الجهاد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء فی فضل الغبار فی سبیل الله، رقم:۱۵۵۷

(۲) صحیح البخاری، باب الصدقة باليمين، رقم:۱۴۲۳، صحیح مسلم، باب فضل إخفاء الصدقه، رقم:۲۴۲۷، سنن الترمذی، باب ماجاء فی الحب فی الله، رقم:۲۵۶۸

(۳) شعب الإيمان، رقم:۷۹۶ (۱/۴۸۸)، المستدرك للحاكم، رقم:۲۴۳۱ (۲/۹۲)

(۴) سنن الترمذی، باب ماجاء فی فضل المرابط، رقم:۱۷۷۰ (۶/۴۳۰)، المعجم الكبير، رقم:۷۸۴۳ (۷/۲۰۸)

Marfat.com

اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے خوف سے رونا میرے نزدیک ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔(۱)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے خوف سے روؤں اور میرے آنسو میرے رخساروں پر بہنے لگیں یہ مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے وزن کے برابر سونا صدقہ کروں"(۲)

(۲) مصائب پر رونے کی شرعی حدود

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ))(۳)

"جس نے رخساروں کو پیٹا، گریبان کو چاک کیا اور جاہلیت کے بول بولے وہ ہم میں سے نہیں"

دوسری روایت کے الفاظ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَخَرَقَ وَلَا صَلَقَ))(٤)

"مصیبت کے وقت جس نے سر مونڈایا، کپڑے پھاڑے اور چیخ وپکار کی وہ

---

(۱) شعب الإيمان، رقم:٨٤٢ (١/٥٠٢)، إحياء علوم الدين (٤/١٦٤)

(۲) مصنف ابن أبى شيبة (٨/٢٩٩)، إحياء علوم الدين (٤/١٦٤)

(۳) صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب ليس منا من ضرب الخدود، رقم:١٢١٤، صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب والدعا بدعوى الجاهلية، رقم:١٤٨، سنن الترمذى، كتاب الجنائز، رقم:٩٢٠

(٤) صحيح الترغيب والترهيب (٣/٣٨٤)

Marfat.com

ہم میں سے نہیں"

نوحہ وماتم کرنے والی عورتوں پر لعنت

حضور ﷺ نے ان عورتوں کو ملعون اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور قرار دیا ہے جو مصیبت کے وقت شرعی حدود سے تجاوز کر جائیں، نوحہ وماتم کریں، چہروں کو پیٹیں اور گریبان پھاڑ ڈالیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰہُ الخَامِشَۃَ وَجْھَھَا والشَّاقَّۃَ جَیْبَھَا وَالداعیۃَ بالویل والثُّبُوْرِ))(۱)

"اللہ نے چہرہ نوچنے والی، گریبان چاک کرنے والی اور ہلاکت وتباہی مانگنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے"

رونا پیٹنا، چیخنا چلانا، یہ دورِ جاہلیت کی بہت بری رسم تھی، ہر کسی کی موت پر آہ وبکا اور نوحہ وماتم کی صفیں بچھ جاتیں، جی بھر کر رخساروں کو پیٹا جاتا اور بالوں کو نوچا جاتا مگر جب اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم جناب محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ ﷺ نے بڑی سختی سے ان حرکات سے منع کیا اور صبر کی تلقین فرمائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لوگوں میں دو باتیں کفر کی ہیں: نسب میں طعن کرنا اور مردوں پر نوحہ کرنا یعنی چلا کر رونا"(۲)

اظہارِ غم کا شرعی طریقہ

واضح رہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ میت پر بکاء شدید (ہلکی آواز سے رونا) جائز ہے اور بکاء شدید (شدت کے ساتھ رونا) جو نوحہ کی حد تک پہنچ جائے جائز نہیں۔ بکاء شدید اور

(۱) صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ، رقم:۵۰۹۲، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، رقم:۲۱۴۷

(۲) صحیح مسلم، باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن، رقم:۲۲۷

Marfat.com

بکاء خفیف میں فرق مشکل ہے۔ایک قول یہ ہے کہ بکاء خفیف وہ ہے جو بغیر آواز کے ہو اور بکاء شدید وہ ہے جو آواز کے ساتھ ہو۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ بکاء بالصوت بھی متعدد روایات سے ثابت ہے لہٰذا یوں کہا جائے گا کہ مطلقاً آواز سے رونا بھی ممنوع نہیں بلکہ آواز کے ساتھ ایسا رونا ممنوع ہے جو نوحہ کی حد تک پہنچ جائے یعنی زور زور سے رویا جائے اور چیخ و پکار کی جائے یا میت کے مبالغہ آمیز فضائل گنائے جائیں اور تقدیر خداوندی کی تغلیط اور اس کا تخطیہ کیا جائے نیز دوسرے لوگوں کو رونے دھونے کی دعوت دی جائے۔(۱)

تعزیت کا شرعی طریقہ

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اصل طریقہ درد میں شریک ہونے کا یہ ہے کہ آکر مردے والوں کو تسلی دے، صبر دلائے، ان کے دل کو تھامے اس طریقہ سے کوئی شریک نہیں ہوتی بلکہ اوراوپر سے گلے لگ کر رونا شروع کر دیتی ہیں، بعض تو یونہی جھوٹ موٹ منہ بناتی ہیں، آنکھ میں آنسو تک نہیں ہوتا اور بعض اپنے گڑے مردوں کو یاد کر کے خواہ مخواہ کا احسان گھر والوں پر رکھتی ہیں اور جو صدق دل سے بھی روتی ہیں وہ بھی کہاں کی اچھی ہیں کیونکہ اول تو اکثر بیان کر کے روتی ہیں جس کے بارے میں پیغمبر ﷺ نے بہت سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ لعنت کی ہے اور دوسرے ان کے رونے سے گھر والوں کا دل اور بھر آتا ہے اور زخم پر نمک چھڑکا جاتا ہے، زیادہ بے تاب ہو کر بگڑ بگڑ کر روتی ہیں اور تھوڑا بہت جو صبر آچلا تھا وہ بھی جاتا رہتا ہے تو ان عورتوں نے بجائے صبر دلانے کے اور الٹی بے صبری بڑھادی۔ پھر ان کے آنے کا کیا فائدہ ہوا، سچ بات یہ ہے کہ غم والوں کا غم بٹانے کوئی نہیں آتا بلکہ اپنے اوپر سے الزام اتارنے کو جمع ہوتی ہیں''(۲)

(۱) درس ترمذی (۳/۲۸۸_۲۸۹)، بحوالہ شرح مسلم للنووی (۱/۳۰۳)

(۲) بہشتی زیور، ص: ۵۰۳

111766

Marfat.com

(۳) حضور ﷺ کے قلبِ مبارک میں اپنی امت کا درد

حضور ﷺ کے دل مبارک میں امت کی ہدایت و خیر خواہی کا جو جذبہ تاریخ اس کی مثال پیش نہیں کرسکتی۔ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے اس قدر غمگین تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تسلی دیتے اور اس قدر بے چینی سے رکنے کا حکم ارشاد فرماتے، قرآن مجید کی بہت سے آیات میں یہ مضمون ملتا ہے کہیں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو تسلیاں دے رہا ہے اور کہیں انہیں اس قدر غمگین ہونے سے منع فرما رہا ہے:

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾(۱)

''شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر غم کھاتے کھاتے اپنی جان دے دیں گے''

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾(۲)

''بلاشبہ تمہارے پاس ایک ایسے رسول تشریف لائے ہیں جو تم ہی میں سے ہیں، تم کو کسی قسم کی تکلیف کا پہنچنا ان پر بہت گراں گذرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کے انتہائی خواہشمند ہیں (ان کی یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے) بالخصوص مسلمانوں پر بڑے شفیق اور نہایت مہربان ہیں''

﴿فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾(۳)

''ان کے ایمان نہ لانے پر پچھتا پچھتا کر کہیں آپ کی جان نہ جاتی رہے''

سیرت طیبہ میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں، نمونے کے طور پر کچھ واقعات یہاں

(۱) الشعراء:۳

(۲) التوبة: ۱۲۸

(۳) الفاطر:۸

Marfat.com

درج کئے جارہے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! قبیلہ ثقیف کے تیروں نے تو ہمیں ہلاک کردیا آپ ان کے لئے بددعا فرمادیجئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے اللہ! قبیلہ ثقیف کو ہدایت عطا فرمادیجئے"(۱)

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ (امت کے بارے میں) مسلسل غمگین اور ہمیشہ فکرمند رہتے تھے کسی گھڑی آپ کو چین نہیں آتا تھا۔ اکثر اوقات خاموش رہتے بلاضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔(۲)

"حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گویا رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک نبی کا واقعہ بیان فرمارہے ہیں کہ ان کی قوم نے ان کو اتنا مارا کہ لہولہان کردیا اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھ رہے تھے اور فرمارہے تھے: اے اللہ! میری قوم کو معاف فرمادیجئے، کیوں کہ وہ جانتے نہیں ہیں (اسی طرح کا واقعہ خود نبی کریم ﷺ کے ساتھ بھی غزوہ احد کے موقع پر پیش آیا)"(۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی تو پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو آگ سے ہٹانے لگا۔ میں بھی تمہاری کمروں سے پکڑ پکڑ کر تمہیں جہنم کی آگ سے بچارہا ہوں، لیکن تم میرے ہاتھوں سے نکلے چلے جارہے ہو یعنی جہنم کی آگ میں گرے جارہے ہو"

حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کی بے انتہا شفقت اور حرص کا بیان ہے، جو اپنی امت کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے آپ ﷺ کے دل میں تھی۔(۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ خوش

---

(۱) رواه الترمذی باب فی ثقیف وبنی حنیفة رقم: ۳۹۴۲

(۲) الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، رقم: ۲۲۶

(۳) رواه البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، رقم: ۳۴۷۷

(٤) رواه مسلم، باب شفقته صلی الله علیه وسلم علی أمته، رقم: ۵۹۵۸

Marfat.com

دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے دعا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیجئے اور ان گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے جو اس نے چھپ کر کئے اور علانیہ کئے''۔ اس دعا کو سن کر میں خوشی سے اتنا ہنسی کہ میرا سر میری گود سے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں میری دعا سے بہت خوشی ہو رہی ہے؟ میں نے کہا: مجھے آپ کی دعا سے خوشی کیوں نہ ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم! یہ دعا تو میں اپنی امت کے لئے ہر نماز میں مانگتا ہوں''(۱)

حضرت منیب ازدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے زمانہ جاہلیت میں دیکھا آپ فرما رہے تھے لوگو! لا الہ اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے میں نے دیکھا کہ ان میں سے کوئی تو آپ کے چہرے پر تھوک رہا ہے اور کوئی آپ کے سر پر مٹی ڈال رہا ہے اور کوئی آپ کو گالیاں دے رہا ہے (اور یونہی ہوتا رہا) یہاں تک کہ آدھا دن گزر گیا۔ پھر ایک لڑکی پانی کا پیالہ لے کر آئی جس سے آپ نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا اور فرمایا: میری بیٹی! نہ تو تم اپنے باپ کے اچانک قتل ہونے سے ڈرو اور نہ کسی قسم کی ذلت کا خوف رکھو۔ میں نے پوچھا یہ لڑکی کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہیں وہ ایک خوبصورت بچی تھی''(۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا ''جنگ احد کے دن سے بھی زیادہ سخت دن آپ پر کوئی آیا ہے؟''

آپ نے فرمایا'' مجھے تمہاری قوم کی طرف سے بہت زیادہ تکلیفیں اٹھانی پڑیں اور ان کی طرف سے مجھے سب سے زیادہ تکلیف عقبہ طائف کے دن اٹھانی پڑی۔ میں نے اہل طائف کے سردار ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا کہ مجھ پر ایمان لاؤ، اور میری نصرت کرو اور مجھے اپنے ہاں ٹھہرا کر دعوت کا کام آزادی سے کرنے دو لیکن اس نے میری بات نہ مانی۔

---

(۱) مجمع الزوائد (۹/ ۳۹۰)

(۲) مجمع الزوائد (۶/ ۱۸)، الاحادیث المنتخبة، ص: ۴۰۶

Marfat.com

میں طائف سے بڑا غمگین اور پریشان ہو کر اپنے راستہ پر واپس چل پڑا میں یونہی غمگین اور پریشان چلتا رہا، قرن ثعالب مقام پر پہنچ کر میرے اس غم اور پریشانی میں کچھ کمی آئی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس میں حضرت جبرئیل تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا ''اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی وہ گفتگو جو آپ سے ہوئی سنی اور ان کے جوابات سنے اور ایک فرشتہ کو جس کے متعلق پہاڑوں کی خدمت ہے آپ کے پاس بھیجا ہے آپ ان کفار کے بارے میں جو چاہیں اسے حکم دیں'' اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دے کر سلام کیا۔ اور عرض کیا ''اے محمد! آپ نے جو حضرت جبرئیل سے سنا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ ارشاد فرمائیں تو میں مکہ کے دونوں پہاڑوں ابوقبیس اور احمر کو ان پر ملادوں جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

''نہیں، بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں میں ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو ایک اللہ عزوجل کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گے''(۱)

☆☆☆

(۱) صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة، رقم:۲۹۹۲، صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب ما لقی النبی من أذی المشرکین والمنافقین، رقم:۳۳۵۲

Marfat.com

باب اوّل

راہِ حق میں

نبی پاک ﷺ کو پیش آنے والی تکالیف

''اس باب میں نبی پاک ﷺ کو پیش آنے والے اُن دردناک واقعات اور تکلیف دہ امور کا تذکرہ ہوگا جو آپ کو دعوتِ حق کی اشاعت اور غلبۂ اسلام کی کاوشوں کے دوران پیش آئے۔ ان واقعات سے امت کے لئے آپ کا درد و غم بھی آشکارا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے غم و تکلیف کو حضور ﷺ کا دربان بنایا تھا، آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد انتقال کر گئے اور آپ حسب و نسب کے شکار معاشرے میں یتیم کی حیثیت سے پیدا ہوئے، آپ کو عرب کی سب سے غریب دائی نے دودھ پلایا، چھ سال کی عمر میں والدہ بھی انتقال کر گئیں، دادا نے پرورش کی ذمہ داری اٹھائی تو وہ بھی ساتھ چھوڑ گئے، یتیم بچے کو چچا کے حوالے کر دیا گیا، چچا انتہائی غریب تھے، چنانچہ غربت نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا، بچپن میں بھیڑ بکریاں چرانا شروع کر دیں، پاؤں مبارک میں جوتے نہیں ہوتے تھے، یتیم کو کپڑے کون خرید کر دیتا چنانچہ بوسیدہ کپڑے پہننے پر مجبور تھے، پچیس سال کی عمر میں چالیس سال کی بیوہ خاتون سے شادی فرمائی، نبوت کا اعلان فرمایا تو اپنا شہر دشمن بن گیا، لوگ پاؤں میں کانٹے بچھانے لگے، سر مبارک پر کوڑا پھینکنے لگے، نماز پڑھتے تو لوگ گردن پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال جاتے، آپ نے دباؤ قبول نہ کیا تو ابو طالب کے پورے خاندان کے ساتھ آپ کو گھاٹی میں محصور کر دیا گیا۔ آپ کے ساتھی جوتوں کا چمڑا ابال کر کھانے پر مجبور ہو گئے اور طائف گئے تو لوگوں نے اتنے پتھر مارے کہ نعلین شریفین خون سے بھر گئیں۔ آپ کے دشمنوں نے آپ کی پیشانی تک زخمی کر دی.

Marfat.com

لوگ آپ کو شہید کرنے کے منصوبے بناتے تھے، آپ نے ہجرت کا غم بھی اٹھایا، سارا خاندان مکہ میں رہ گیا اور آپ ﷺ مدینہ پہنچ گئے، آپ نے بھوک کی انتہاء پر پہنچ کر پیٹ پر دو، دو پتھر باندھے، آپ کی صاحبزادی کو شہید کر دیا گیا، اولادِ نرینہ ملی اور اللہ نے واپس لے لی، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے دوست اور چچا کی ایسی نعش دیکھنی پڑی جس کا سینہ چاک تھا اور دشمن کلیجہ نکال کر لے گئے تھے، آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنے قریبی ترین ساتھیوں کو قبر میں اتارا، آپ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے، آپ نے صحراؤں میں پیدل سفر بھی کئے، آپ نے بیماری بھی دیکھی، بے وطنی اور عسرت بھی۔

قصہ مختصر مرض سے لے کر قرض تک اور جدائی سے لے ہجرت تک دنیا کا کون سا غم ہے جس نے آپ کے دروازے پر دستک نہیں دی، مگر آپ ہر غم کو اللہ کا عطیہ سمجھ کر سہتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا جب مکہ کے بت آپ کے قدموں میں پڑے تھے اور اسلام دنیا کے دروازوں پر دستک دے رہا تھا۔ یہ کیا تھا؟ یہ غم کی وہ دولت تھی جس نے آپ کو قوت بھی دی، حوصلہ بھی اور ہمت بھی"

Marfat.com

اہلِ شرک کی سازشیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش کی ایک جماعت ان کے پاس آئی جس میں ابوجہل بھی تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کو بڑا بھلا کہتا ہے اور یوں یوں کرتا ہے اور یوں یوں کہتا ہے۔

ابو طالب نے حضور اقدس ﷺ کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ آپ تشریف لے آئے اور گھر میں داخل ہوئے تو اس وقت ابو طالب کے قریب ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ابوجہل کو اس بات کا خطرہ ہوا کہ اگر حضور اقدس ﷺ ابو طالب کے پہلو میں بیٹھ گئے تو اتنے قریب بیٹھنے کی وجہ سے ابو طالب کے دل میں حضور ﷺ کے لئے زیادہ نرمی پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ چھلانگ لگا کر خود اس جگہ جا بیٹھا اور حضور ﷺ کو اپنے چچا کے قریب بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ ملی۔ چنانچہ آپ دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے۔

ابو طالب نے آپ سے کہا ”اے میرے بھتیجے! کیا بات ہے؟ تمہاری قوم کے لوگ تمہاری شکایت کر رہے ہیں کہ آپ ان کے معبودوں کو برا بھلا بتاتے اور یوں یوں کہتے ہیں“

اس پر سب لوگوں نے بولنا شروع کر دیا۔ آپ نے گفتگو شروع فرمائی اور فرمایا:

اے میرے چچا! میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ لوگ صرف ایک کلمہ کا اقرار کر لیں تو تمام اہل عرب ان کے ماتحت اور فرمانبردار بن جائیں گے اور تمام اہل عجم ان کو جزیہ دینے لگ جائیں گے“

آپ کی یہ بات سن کر وہ لوگ چوکنے ہو گئے اور بے تاب ہو کر کہا ”آپ کے والد کی قسم! اتنی بڑی بات کے لئے ایک کلمہ تو کیا ہم دس کلموں کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ آپ بتائیں وہ کلمہ کیا ہے؟“

ابو طالب بھی کہنے لگے ”اے میرے بھتیجے وہ ایک کلمہ کیا ہے؟“

Marfat.com

آپ نے فرمایا:

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ"

یہ سن کر وہ لوگ پریشان ہو کر اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے

"اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا۔ واقعی یہ بہت عجیب اور انوکھی بات ہے"

اس موقع پر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات نازل ہوئیں:

﴿أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ أَأُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْ ذِكْرِي بَلْ لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ﴾(۱)

"کیا اس نے بہت سے خداؤں کا ایک خدا کر دیا ہے بے شک یہ عجیب بات ہے اور ان میں سے سردار چلے کہ اس کے پاس سے چل دو اور اپنے خداؤں پر صابر رہو بے شک اس میں اس کا کوئی مطلب ہے یہ تو ہم نے سب سے پچھلے دین نصرانیت میں بھی نہ سنی یہ تو نری نئی گھڑت ہے کیا ان پر قرآن اتارا گیا ہم سب میں سے بلکہ وہ شک میں ہیں میری کتاب سے بلکہ ابھی میری مار نہیں چکھی ہے"(۲)

---

(۱) ص:۵۔۷

(۲) تفسیر ابن کثیر(۴/ ۲۸)، مستدرک حاکم(۲/ ۴۳۲)

Marfat.com

ایک کافر کا حضور ﷺ سے مناظرہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن قریش نے جمع ہو کر یہ کہا کہ تم ایسے آدمی کو تلاش کرو جو تم میں سب سے بڑا کاہن (نجومی) اور سب سے بڑا شاعر ہو تا کہ وہ اس آدمی (حضور ﷺ) کے پاس جائے جس نے ہم میں پھوٹ ڈال دی اور ہمارے جوڑ کو پارہ پارہ کر دیا اور ہمارے دین میں بہت سے عیب نکال دیئے اور جا کر اس سے (کھل کر) بات کرے اور دیکھے کہ وہ کیا جواب دیتا ہے۔ سب نے یہی کہا کہ ہمارے علم میں اس کام کے لئے عتبہ بن ربیعہ سے بہتر کوئی آدمی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے عتبہ کو حضور ﷺ کے پاس بھیجا۔

عتبہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور یہ کہا ''اے محمد! آپ بہتر ہیں یا (آپ کے والد) عبداللہ؟''

آپ خاموش رہے۔ پھر اس نے کہا ''آپ بہتر ہیں یا آپ کے دادا عبدالمطلب؟''

آپ پھر خاموش رہے۔ پھر اس نے کہا ''اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ یہ لوگ آپ سے بہتر تھے تو یہ ان خداؤں کی عبادت کرتے تھے جن میں آپ عیب نکالتے ہیں اور اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ آپ ان سے بہتر ہیں تو آپ یہ بات ہمیں سمجھائیں۔ ہم آپ کی بات سنتے ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم نے ایسا کوئی نوجوان نہیں دیکھا جو اپنی قوم کے لئے (نعوذ باللہ) آپ سے زیادہ منحوس ثابت ہوا ہو۔ آپ نے ہم میں پھوٹ ڈال دی اور ہمارے جوڑ کو بالکل ختم کر دیا اور ہمارے دین میں بہت سے عیب نکال دیئے اور سارے عرب میں ہمیں رسوا کر دیا۔ یہاں تک کہ سارے عرب میں یہ مشہور ہو گیا کہ قریش میں ایک جادوگر ہے اور قریش میں ایک نجومی ہے۔ اللہ کی قسم! (ہمارے آپ کے تعلقات اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ) ہم بس اس انتظار میں ہیں کہ حاملہ عورت کی طرح ایک چیخ سنائی دے اور ہم سب ایک دوسرے پر تلواریں لے کر ٹوٹ پڑیں یہاں تک کہ ہم سب ایک دوسرے کو ختم کر دیں۔ اگر آپ کو مال کی ضرورت ہے تو

Marfat.com

ہم آپ کے لئے اتنا مال اکٹھا کر دیں گے کہ آپ قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے اور اگر آپ کو عورتوں کی خواہش ہے آپ اپنے لئے قریش کی عورتیں پسند کر لیں۔ ایک کیا دس سے شادی کرادیں گے۔"

آپ نے فرمایا "تم اپنی بات کہہ چکے؟"

عتبہ نے کہا "جی ہاں"

اس پر حضور ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

﴿حٰمٓ o تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهٗ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ o بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ o وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ وَفِيْ آذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عَامِلُوْنَ o قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ o الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُوْنَ o اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ o قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ o وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَاتَهَا فِيْ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِيْنَ o ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ o فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاءٍ اَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ o فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ o﴾(۱)

"یہ اتارا ہے بڑے رحمٰن والے مہربان کا، ایک کتاب ہے جس کی آیتیں

---

(۱) حم السجدة: ۱۔۱۳

مفصل فرمائی گئیں، عربی قرآن عقل والوں کے لئے، خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا ہے، تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں، اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو، اور ہمارے کانوں میں روئی ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے تو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہیں تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اس کے حضور سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو، اور خرابی ہے شرک والوں کو وہ جو زکوۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بے انتہاء ثواب ہے تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور س کے ہمسر ٹھہراتے ہو وہ ہے سارے جہاں کا رب اور اس میں اس کے اوپر سے لنگر ڈالے بھاری بوجھ رکھے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن میں ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے تو انہیں پورے سات آسمان کر دیا دو دن میں اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے احکام بھیجے اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا اور نگہبانی کے لئے یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھہرایا ہوا ہے پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی"

یہ آیات سن کر عتبہ نے کہا "بس، بس آپ کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں؟"

آپ نے فرمایا "نہیں"

عتبہ قریش کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پوچھا "وہاں کیا بات چیت ہوئی؟"

Marfat.com

اس نے کہا ''میرے خیال میں آپ لوگ ان سے جتنی باتیں کہنا چاہتے تھے وہ سب باتیں میں نے ان کو کہہ دیں''

انہوں نے پوچھا ''انہوں نے تمہیں کچھ جواب دیا؟''

عتبہ نے کہا ''قسم ہے اس ذات کی جس نے کعبہ کو عبادت کا گھر بنایا اس نے جتنی باتیں کیں ان میں سے مجھے صرف یہی ایک بات سمجھ میں آئی کہ وہ تم کو عادوثمود جیسے عذاب سے ڈرا رہا ہے''

لوگوں نے کہا ''تیرا ناس ہو (عجیب بات ہے کہ) وہ آدمی تم سے عربی زبان میں بات کرتا ہے اور تمہیں سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے''

عتبہ نے کہا ''میں کیا کروں اس نے جتنی باتیں کہیں ان میں سے عذاب والی بات کے علاوہ کوئی اور بات سمجھ میں نہیں آئی''(۱)

(۱) حیاة الصحابة (۱/۷۴،۷۵)

Marfat.com

اسلام گھر گھر پہنچ کر رہے گا

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ سفر غزوہ سے واپس تشریف لائے۔ آپ نے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کو یہ بات پسند تھی کہ سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں جائیں اور اس میں دو رکعت نماز پڑھیں پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جائیں اور اس کے بعد اپنی ازواج مطہرات کے گھروں میں جائیں۔

ایک مرتبہ سفر سے واپس تشریف لائے اور اپنی ازواجِ مطہرات کے گھروں سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھر کے دروازے پر آپ کا استقبال کیا اور آپ کے چہرہ انور اور آنکھوں کا بوسہ لینے لگیں اور رونے لگیں تو ان سے حضور ﷺ نے فرمایا "کیوں روتی ہو؟"

انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ آپ کی یہ حالت دیکھ کر رو رہی ہوں کہ آپ کا رنگ سفر کی مشقت کی وجہ سے بدل چکا ہے اور آپ کے کپڑے پرانے ہو گئے"

آپ نے فرمایا:

"اے فاطمہ! مت روؤ، اللہ نے تمہارے باپ کو ایسا دین دے کر بھیجا ہے جس کو اللہ روئے زمین کے ہر پکے گھر میں اور ہر کچے گھر میں اور ہر اونی خیمہ میں ضرور داخل کریں گے جو اسلام میں داخل ہوں گے وہ عزت پائیں گے اور جو داخل نہیں ہوں گے وہ ذلیل ہوں گے اور دنیا کے جتنے حصہ میں رات پہنچتی ہے اتنے حصہ میں یہ دین بھی پہنچے گا یعنی ساری دنیا میں پہنچ کر رہے گا"(۱)

(۱) کنز العمال (۱/ ۷۷)

Marfat.com

قریشِ مکہ کا حضور ﷺ سے مناظرہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوسفیان بن حرب، بنوعبدالدار کے ایک آدمی، بنوالاسد کے ابوالبختری، اسود بن عبدالمطلب بن اسد، زمعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، نبیہ بن حجاج سہمی اور منبہ بن حجاج سہمی اور کم وبیش سب کے سب سورج ڈوبنے کے بعد کعبہ کے پیچھے جمع ہوئے اور آپس کے مشورہ سے یہ بات طے کی کہ محمد (ﷺ) کو بلاؤ اور ان سے کھل کر بات کرو اور ان سے اتنا جھگڑو کہ لوگ سمجھ لیں کہ ہم نے پوری کوشش کی ہے۔ چنانچہ ایک آدمی کو یہ پیغام دے کہ محمد ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ کی قوم کے سردار آپ سے بات کرنے کے لئے یہاں جمع ہیں۔ آپ جلدی سے ان کے پاس اس خیال سے تشریف لے آئے کہ شاید اسلام قبول کرنے کے بارے میں ان لوگوں کی رائے بن گئی ہے کیونکہ آپ ان کے ایمان لانے کے لئے بے چین رہا کرتے تھے اور دل سے چاہتے تھے کہ ان کو ہدایت مل جائے اور ان کا نقصان اور بگاڑ آپ پر بہت گراں تھا۔ آپ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے تو انہوں نے کہا "اے محمد! ہم نے تم کو آدمی بھیج کر اس لئے بلایا ہے تاکہ تم کو سمجھانے میں ہم اپنا سارا زور لگا دیں اور لوگ سمجھ جائیں کہ ہم نے سمجھانے کی پوری کوشش کر لی ہے۔ اللہ کی قسم ہمیں پورے عرب میں کوئی آدمی ایسا نظر نہیں آتا جس نے اپنی قوم کو ان پریشانیوں میں مبتلا کیا ہو جن میں اپنی قوم کو آپ نے مبتلا کیا ہے۔ آپ نے ان کے آباء واجداد کو برا بھلا کہا اور ان کے دین میں عیب نکالے اور ان کو بیوقوف بتایا اور ان کے خداؤں کو برا بھلا کہا اور ان کی جماعت میں پھوٹ ڈالی دی۔ ہم سے تعلق بگاڑنے والا ہر کام کیا۔ اگر آپ کا ان باتوں سے مقصد مال حاصل کرنا ہے تو ہم آپ کے لئے اتنا مال جمع کر دیں گے کہ آپ ہم میں سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے اور اگر آپ ہمارا سردار بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا

Marfat.com

لیں گے اور اگر آپ بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنالیں گے اور یہ جو کچھ ہورہا ہے جنات کے اثر سے ہو رہا ہے۔ جس کے سامنے آپ بے بس ہیں تو ہم اس کا علاج کروانے کے لئے اپنی ساری دولت خرچ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ یا تو آپ ٹھیک ہو جائیں یا آپ کے مزید علاج میں ہم معذور سمجھیں جائیں یعنی یہ پتہ چل جائے کہ یہ لا علاج مرض ہے''

حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا'' جتنی باتیں تم کہہ رہے ہو ان میں سے کوئی بات بھی میرے دل میں نہیں ہے جس دعوت کو لے کر میں تمہارے پاس آیا ہوں اس سے مقصد نہ تو تمہارے مال حاصل کرنا ہے نہ تمہارا سردار یا بادشاہ بننا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر ایک کتاب نازل فرمائی ہے اور مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ تم میں سے جو مان جائے اسے خوشخبری سناؤں اور جو نہ مانے اسے اللہ کے عذاب سے ڈراؤں اور میں نے تمہیں اللہ کے پیغام پہنچا دیئے ہیں اور میں تمہارا بھلا چاہتا ہوں جو دعوت لے کر میں تمہارے پاس آیا ہوں، اگر تم اسے قبول کرو گے تو دنیا اور آخرت میں تمہارا نصیب ہے اور اگر قبول نہیں کرو گے تو میں اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ وہی میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے''

یہ سن کر قریش کے سرداروں نے کہا'' اے محمد ﷺ! جو باتیں ہم نے آپ کو پیش کی ہیں اگر وہ آپ کو قبول نہیں ہیں تو آپ کو خوب معلوم ہے کہ دنیا میں کوئی ہم سے زیادہ تنگ شہر والا اور ہم سے زیادہ کم مال والا اور ہم سے زیادہ سخت زندگی والا نہیں ہے تو آپ کے جس رب نے آپ کو یہ دعوت دے کر بھیجا ہے۔ اس سے آپ ہمارے لئے یہ سوال کریں کہ وہ ان پہاڑوں کو ہم سے دور ہٹا دے جن کی وجہ سے ہمارے شہر تنگ پڑ گئے ہیں اور ہمارے شہروں کو وسیع بنا دے اور یہاں شام و عراق جیسی نہریں چلا دے اور جو ہمارے آباؤ اجداد مر چکے ہیں ان کو دوبارہ زندہ کر دے۔ ان میں سے خاص طور سے قصی بن کلاب کو بھی زندہ کرے کیونکہ وہ سچے بزرگ تھے۔ پھر ہم ان سے پوچھیں گے کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ حق ہے یا غلط ہے۔ جتنی باتوں کا ہم نے آپ سے مطالبہ کیا ہے اگر آپ ان کو پورا کر دیں گے اور ہمارے آباء واجداد

Marfat.com

آپ کی تصدیق کر دیں گے تو ہم بھی آپ کو سچا مان لیں گے اور اس سے ہمیں پتہ چلے گا کہ اللہ کے ہاں آپ کا بڑا رتبہ ہے اور جیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ واقعی اس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے"

اس پر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا "مجھے ان کاموں کے لئے نہیں بھیجا گیا اور میں تمہارے پاس وہی باتیں لے کر آیا ہوں جن کو دے کر اللہ نے مجھے بھیجا ہے اور جو کچھ دے کر مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے وہ سب میں تمہیں پہنچا چکا ہوں۔ اگر تم انہیں قبول کر لو گے تو تمہیں دنیا اور آخرت میں خوش قسمتی ملے گی اور اگر تم قبول نہ کرو گے تو میں اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا۔ یہاں تک کہ وہی میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے"

اس پر ان سرداروں نے کہا "اگر آپ ہمارے لئے یہ باتیں کرنے کو تیار نہیں ہیں تو کم از کم اپنے لئے اتنا تو کرو کہ اپنے رب سے کہو کہ وہ ایک فرشتہ بھیج دے جو آپ کی باتوں کی تصدیق کرے اور آپ کی طرف سے ہمیں جواب دیا کرے اور اپنے رب سے کہو کہ وہ آپ کے لئے باغات، خزانے اور سونے چاندی کے محلات بنا دے جس کی وجہ سے آپ کو ان باتوں کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے جن کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کو بازاروں میں جا کر ہماری طرح روزی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ اگر آپ کا رب ایسا کر دے گا تو اس سے ہمیں پتہ چلے گا کہ آپ کا اپنے رب کے ہاں بڑا درجہ ہے اور جیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ واقعی آپ اس کے رسول ہیں"

ان کے یہ مطالبات سن کر آپ ﷺ نے فرمایا "نہ ہی میں یہ کروں گا اور نہ ہی میں اپنے رب سے یہ مانگوں گا اور نہ ہی مجھے اس کام کے لئے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے۔ اللہ نے تو مجھے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، تو جو باتیں لے کر میں تمہارے پاس آیا ہوں اگر تم ان کو قبول کر لو گے تو دنیا اور آخرت میں تمہارا نصیب ہے اور اگر قبول نہیں کرو گے تو میں اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا۔ یہاں تک کہ وہی میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے"

ان سرداروں نے کہا "آپ ہم پر آسمان گرا دیں جیسے کہ آپ کا کہنا ہے کہ اگر آپ کا رب چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے کیونکہ جب تک آپ ایسا نہیں کریں گے ہم ہرگز آپ کو سچا نہیں مانیں گے"

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے وہ اگر چاہے تو تمہارے ساتھ ایسا کردے''

سرداروں نے کہا'' کیا آپ کے رب کو اس کا علم نہیں تھا کہ ہم آپ کے پاس بیٹھیں گے اور ہم آپ سے یہ سوالات اور مطالبے کریں گے؟ تو آپ کو وہ پہلے سے ہی سب کچھ بتا دیتا اور ہمارے جوابات کو سکھا دیتا اور آپ کو یہ بھی سکھا دیتا اور آپ کو یہ بھی بتا دیتا کہ اگر ہم آپ کی لائی ہوئی باتوں کو قبول نہیں کریں گے تو وہ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرے گا؟ ہمیں تو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ کو یہ سب کچھ یمامہ کا ایک آدمی سکھاتا ہے جسے رحمٰن کہا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم ہم ہرگز رحمٰن پر ایمان نہیں لائیں گے اور اے محمد ﷺ! ہم نے آپ کے سامنے اپنے تمام اعذار رکھ دیئے ہیں اور آپ کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ اللہ کی قسم! اب ہم آپ کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور جو کچھ آپ نے ہمارے ساتھ کیا ہے ہم اس کا بدلہ لے کر رہیں گے۔ یہاں تک کہ یا تو ہم آپ کو ختم کر دیں یا آپ ہمیں ختم کر دیں''

ان میں سے ایک بولا'' ہم فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں جو کہ اللہ کی بیٹیاں ہیں (نعوذ باللہ) اور دوسرے نے کہا ہم آپ کو اس وقت سچا مانیں گے جب آپ ہمارے سامنے اللہ اور فرشتوں کو (نعوذ باللہ) لا کر کھڑا کر دیں گے''

جب وہ یہ باتیں کرنے لگے تو حضور ﷺ وہاں سے کھڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا عبداللہ بن ابی امیہ بھی کھڑا ہوا اور اس نے آپ سے کہا'' اے محمد ﷺ! آپ کی قوم نے آپ کے سامنے مال اور سرداری اور بادشاہت کی پیش کش کی لیکن آپ نے ان سب کو ٹھکرا دیا۔ پھر انہوں نے آپ سے اپنے فائدے کے کچھ کام کروانے چاہے تاکہ ان کو ان کاموں کے ذریعہ سے اللہ کے ہاں آپ کے درجے کا پتہ چل جائے لیکن آپ نے وہ بھی نہ کیا۔ پھر انہوں نے آپ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ ان کو جس عذاب سے ڈراتے ہیں وہ عذاب جلدی لے آئیں۔ اللہ کی قسم! میں آپ پر تب ایمان لاؤں گا جب آپ آسمان تک سیڑھی لگا کر اس پر چڑھنے لگ جائیں اور میں آپ کو دیکھتا رہوں یہاں

Marfat.com

تک کہ آپ آسمان تک پہنچ جائیں اور وہاں سے اپنے ساتھ کھلا ہوا صحیفہ لے کر اتریں اور آپ کے ساتھ چار فرشتے بھی ہوں جو اس بات کی گواہی دیں کہ آپ ویسے ہی ہیں جیسے کہ آپ کا دعویٰ ہے اور اللہ کی قسم! آپ اگر اس طرح کر بھی دیں تو بھی میرا خیال یہی ہے کہ پھر بھی میں آپ کو سچا نہیں مانوں گا"

یہ کہہ کر وہ حضور ﷺ کے پاس سے چلا گیا اور حضور ﷺ وہاں سے اپنے گھر تشریف لے آئے اور دو باتوں کی وجہ سے آپ کو بڑا غم اور افسوس تھا ایک تو یہ کہ آپ ان کے بلانے پر جس چیز کی امید لگا کر گئے تھے وہ پوری نہ ہوئی۔ دوسرے یہ کہ آپ نے دیکھا کہ وہ آپ سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔(۱)

(۱) التفسیر لابن کثیر (۳/ ۶۲)، البدایة والنهایة (۳/ ۵۰)

Marfat.com

ابولہب کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بددعا اور سورۂ لہب کا نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:
﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾(۱)
''اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو''
حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور مروہ پہاڑی پر چڑھ گئے اور آپ نے پکار کر کہا:
''اے آل فہر!''
قریش آپ کے پاس آ گئے۔ ابولہب بن عبدالمطلب نے کہا'' یہ فہر قبیلہ آپ کے پاس حاضر ہے لہٰذا آپ فرمائیں کیا کہنا چاہتے ہیں'' آپ نے فرمایا:
''اے آل غالب!''
فہر کی اولاد میں سے بنو محارب اور بنو حارث واپس چلے گئے۔ آپ نے فرمایا:
''اے آل لوی بن غالب!''
بنو تیم الادرم بن غالب واپس چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا:
''اے آل کعب بن لوی!''
بنو عامر بن لوی واپس چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا:
''اے مرہ بن کعب!''
بنو عدی بن کعب، بنو سہم اور بنو جمح بن عمرو واپس چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا:
''اے آل کلاب بن مرہ!''
بنو مخزوم بن یقظہ بن مرہ اور بنو تیم بن مرہ واپس چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا:
''اے آل قصی!''

---

(۱) الشعراء:۲۱۴

Marfat.com

بنو زہرہ بن کلاب واپس چلے گئے پھر آپ نے فرمایا:

''اے آل عبد مناف!''

بنو عبدالدار قصی، بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اور بنو عبد بن قصی واپس چلے گئے۔ ابولہب نے کہا ''یہ بنو عبد مناف آپ کے پاس حاضر ہیں، آپ فرمائیں کیا کہتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں اور آپ لوگ ہی قریش میں سے میرے قریبی رشتہ دار ہو اور میرا اللہ کے سامنے کوئی اختیار نہیں چلتا ہے اور نہ میں آخرت میں تمہارے لئے کچھ کرا سکتا ہوں جب تک کہ تم لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کر لو اور جب تم اس کا اقرار کر لو گے تو اس کلمہ کی وجہ سے تمہارے رب کے سامنے تمہارے لئے گواہی دے سکوں گا اور اس کی وجہ سے تمام عرب تمہارے مطیع اور فرمانبردار ہو جائیں گے اور تمام عجم تمہاری مان کر چلیں گے''

اس پر ابولہب بولا (نعوذ باللہ) ''تو برباد ہو جائے کیا اسی لئے ہم لوگوں کو بلایا تھا''

اس پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات نازل فرمائی:

﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِى لَهَبٍ وَّتَبَّ ٥ مَآ أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ٥ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ٥ وَّامْرَأَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ٥ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ٥﴾ (۱)

''تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کو جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا'' (۲)

---

(۱) سورۃ اللھب کاملا

(۲) کنز العمال (۱/ ۲۷۷)

Marfat.com

ایک محاربی بوڑھے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بدتمیزی

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد تین سال تک چھپ کر دعوت کا کام کرتے رہے پھر چوتھے سال آپ نے علی الاعلان دعوت کا کام شروع کر دیا جو وہاں دس سال تک چلتا رہا۔ اس عرصہ میں آپ موسم حج میں بھی دعوت کا کام کیا کرتے تھے اور عکاظ، مجنہ اور ذی المجاز بازاروں میں حاجیوں کے پاس ان کی قیام گاہوں میں جایا کرتے تھے اور انہیں اس بات کی دعوت دیا کرتے کہ وہ آپ کی مدد کریں اور آپ کی حفاظت کریں تاکہ آپ اپنے رب عزوجل کا پیغام پہنچا سکیں اور ان کو اس کے بدلہ میں جنت ملے گی لیکن آپ اپنی مدد کے لئے کسی کو بھی تیار نہ پاتے۔ حتیٰ کہ آپ ایک قبیلہ کے بارے میں اور اس کی قیام گاہ کے بارے میں پوچھتے اور ہر قبیلہ کے پاس جاتے اور اسی طرح چلتے چلتے آپ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس پہنچے۔ آپ کو کبھی کسی کی طرف سے اتنی اذیت نہیں پہنچی جتنی ان کی طرف سے پہنچی، یہاں تک کہ جب آپ ان کے پاس سے واپس چلے تو وہ آپ کو پیچھے سے پتھر مار رہے تھے۔

پھر آپ بنو محارب بن خصفہ کے پاس تشریف لے گئے ان میں آپ کو ایک بوڑھا ملا جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ آپ نے اس سے گفتگو فرمائی اور اس کو اسلام کی دعوت دی اور اس بات کی دعوت دی کہ وہ آپ کی مدد اور حفاظت کرے تاکہ آپ اپنے رب کا پیغام پہنچا سکیں تو اس بوڑھے نے جواب دیا ”او آدمی! تیری قوم تیرے حالات کو ہم سے زیادہ جانتی ہے۔ اللہ کی قسم! جو بھی تجھے اپنے ساتھ اپنے علاقہ میں لے کر جائے گا وہ حاجیوں میں سے سب سے زیادہ بری چیز کو لے کر جائے گا۔ (نعوذ باللہ) اپنے آپ کو ہم سے دور رکھو۔ یہاں سے چلے جاؤ“

ابولہب وہاں کھڑا ہوا اس محاربی بڈھے کی باتیں سن رہا تھا، وہ اس محاربی بڈھے کے

Marfat.com

پاس کھڑے ہو کر کہنے لگا ''اگر سارے حاجی تیری طرح سخت جواب دینے والے ہوتے تو یہ آدمی اپنے دین کو چھوڑ دیتا، یہ ایک بے دین اور جھوٹا آدمی ہے'' (نعوذ باللہ)

اس محاربی بڈھے نے جواب دیا ''تم اس کو زیادہ جانتے ہو یہ تمہارا بھتیجا اور رشتہ دار ہے۔ اے ابو عتبہ! شاید اسے جنون ہے ہمارے ساتھ قبیلہ کا ایک آدمی ہے جو اس کا علاج جانتا ہے''

ابولہب نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن وہ جب بھی آپ کو عرب کے کسی قبیلہ کے پاس کھڑا ہوا دیکھتا تو دور ہی سے چلا کر کہتا ''یہ بے دین اور جھوٹا آدمی ہے'' (۱)۔

(۱) دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص:۱۰۱

Marfat.com

قبیلہ کندہ کو اسلام کی دعوت اور آپ ﷺ کا غم

ایک مرتبہ حضور ﷺ بازار عکاظ میں قبیلہ کندہ کے پاس ان کی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔ آپ ان سے زیادہ نرم مزاج قبیلہ کے پاس کبھی نہیں گئے تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ نرم ہیں اور بہت محبت کر رہے ہیں تو آپ نے ان سے دعوت کی بات شروع کر دی کہ میں تمہیں ایک اللہ کی دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ جس طرح تم اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح تم میری بھی حفاظت کرو۔ پھر اگر میں غالب آ گیا تو تمہیں پورا اختیار ہوگا۔

اکثر قبیلہ والوں نے کہا یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن ہم انہی خداؤں کی عبادت کریں گے جن کی عبادت ہمارے آباؤ اجداد کیا کرتے تھے۔

قوم میں سے ایک چھوٹی عمر والے نے کہا "اے میری قوم! دوسروں کے ماننے اور ساتھ لے جانے سے پہلے تم ان کی مان کر ان کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اللہ کی قسم! اہل کتاب بیان کیا کرتے ہیں کہ ایک نبی حرم سے ظاہر ہوگا جس کا زمانہ قریب آ چکا ہے"

قوم میں ایک کانا آدمی تھا، اس نے کہا "چپ کرو! میری بھی سنو، اس کو تو اس کے خاندان نے نکال دیا ہے اور تم اس کو پناہ دے کر پورے عرب کی لڑائی مول لینا چاہتے ہو۔ نہیں، نہیں ہرگز نہ کرو"

یہ سن کر آپ وہاں سے بڑے غمگین ہو کر واپس تشریف لے آئے اور وہ لوگ اپنی قوم میں واپس گئے اور ان کو اپنے سارے حالات سنائے تو ایک یہودی نے ان سے کہا "تم نے بڑا سنہری موقع ضائع کر دیا۔ اگر تم دوسروں سے پہلے اس آدمی کی مان لیتے تو تم تمام عرب کے سردار بن جاتے۔ ان کی صفات اور حلیہ کا بیان ہماری کتاب میں موجود ہے"

وہ یہودی کتاب میں سے حضور ﷺ کی صفات اور حلیہ پڑھ کر سناتا جاتا اور جو

Marfat.com

حضور ﷺ کو دیکھ کر آئے تھے وہ اس سارے کی تصدیق کرتے جاتے۔ اس یہودی نے کہا ''ہماری کتاب میں یہ بھی ہے کہ ان کا ظہور مکہ میں ہوگا اور وہ ہجرت کر کے یثرب (مدینہ) جائیں گے''

یہ سن کر ساری قوم نے طے کیا کہ اگلے سال موسم حج میں جا کر حضور ﷺ سے ضرور ملیں گے۔ لیکن ان کے ایک سردار نے ان کو اگلے سال حج پر جانے سے روک دیا۔ چنانچہ ان میں سے کوئی بھی آپ سے نہ مل سکا اور اس یہودی کا انتقال ہو گیا اور لوگوں نے سنا کہ مرتے وقت وہ حضور ﷺ کی تصدیق کر رہا تھا اور ایمان کا اظہار کر رہا تھا۔ (۱)

(۱) دلائل النبوۃ، ص: ۱۰۳

Marfat.com

ایک مشرک کا حضور ﷺ کو اونٹنی سے گرانا

حضرت عبدالرحمٰن عامری اپنی قوم کے چند بزرگوں سے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ بازار عکاظ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں ہمارے پاس حضور ﷺ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: ''تم کون سے قبیلے کے لوگ ہو؟''

ہم نے کہا: ''بنوعمار بن صصعہ کے''

آپ نے فرمایا: ''بنو عامر کے کون سے خاندان کے ہو؟''

ہم نے کہا: ''بنوکعب بن ربیعہ کے''

آپ نے فرمایا: ''تمہارا دبدبہ اور رعب کیسا ہے؟''

ہم نے کہا ''کسی کی مجال نہیں ہے کہ کوئی ہمارے علاقہ میں آکر کسی چیز کو ہاتھ لگا سکے یا ہماری آگ پر ہاتھ تاپ سکے۔ یعنی ہم بڑے بہادر ہیں ہمارا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا''

حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر میں تمہارے پاس آجاؤں تو تم لوگ میری حفاظت کرو گے تاکہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں اور میں تم میں سے کسی کو کسی بات پر مجبور نہیں کرتا ہوں''

ان قبیلہ والوں نے کہا: ''آپ قریش کے کون سے خاندان سے ہیں؟''

آپ نے فرمایا: ''بنوعبدالمطلب کے خاندان سے ہوں''

انہوں نے کہا: ''بنوعبد مناف نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟''

آپ نے فرمایا: ''انہوں نے تو سب سے پہلے مجھے جھٹلایا اور دھتکارا''

انہوں نے کہا: ''ہم آپ کو نہ دھتکارتے ہیں اور نہ آپ پر ایمان لاتے ہیں۔ البتہ آپ کو اپنے علاقہ میں لے جائیں گے اور آپ کی ہر طرح حفاظت کریں گے تاکہ آپ اپنے رب کا پیغام پہنچا سکیں''

Marfat.com

چنانچہ آپ ان کے ساتھ جانے کے ارادے سے سواری سے اتر کر ان کے پاس بیٹھ گئے۔ وہ لوگ بازار میں خرید وفروخت کرنے لگے اتنے میں ان کے پاس بحیرہ بن فراس قشیری آیا اور اس نے پوچھا ''یہ مجھے تمہارے پاس کون نظر آرہا ہے جسے میں پہچانتا نہیں ہوں؟''

انہوں نے کہا: ''یہ محمد بن عبداللہ قریشی ہیں''

اس نے کہا: ''تمہارا ان سے کیا تعلق؟''

وہ کہنے لگے ''انہوں نے ہمارے پاس آکر یہ کہا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور ہم سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ ہم ان کو اپنے علاقہ میں لے جائیں اور ان کی ہر طرح حفاظت کریں تا کہ وہ اپنے رب کا پیغام پہنچا سکیں''

اس نے پوچھا: ''تم نے ان کو کیا جواب دیا؟''

انہوں نے کہا: ''ہم نے ان کو خوش آمدید کہا اور یہ کہا کہ ہم آپ کو اپنے علاقہ میں لے جائیں گے اور اپنی جانوں کی طرح آپ کی بھی حفاظت کریں گے''

بحیرہ بولا: ''جہاں تک میرا خیال ہے اس بازار والوں میں سے تم سب سے زیادہ بری چیز لے کر جا رہے ہو۔ تم ایسا کام کرنے لگے ہو جس کی وجہ سے تمام لوگ تمہارے دشمن بن کر تمہارا بائیکاٹ کر دیں گے اور سارے عرب مل کر تم سے لڑیں گے۔ اس کی قوم اس کو اچھی طرح جانتی ہے، اگر ان لوگوں کو ان میں کوئی بھلائی نظر آتی تو ان کا ساتھ دینے میں اپنی بڑی سعادت سمجھتے، یہ اپنی قوم کا ایک کم عقل آدمی ہے (نعوذ باللہ) اور اسے اس کی قوم نے دھتکار دیا ہے اور جھٹلایا ہے اور تم اسے ٹھکانہ دینا چاہتے ہو اور اس کی مدد کرنا چاہتے ہو۔ تم نے بالکل غلط فیصلہ کیا ہے''

پھر اس نے حضور ﷺ کی طرف مڑ کر کہا ''اٹھو اور اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ اللہ کی قسم! اگر تم میری قوم کے پاس نہ ہوتے تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا''

چنانچہ حضور ﷺ اٹھے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔ خبیث بحیرہ نے حضور ﷺ کی اونٹنی کی کوکھ میں لکڑی سے زور سے چوکا دیا جس سے آپ کی اونٹنی بدک گئی اور آپ اونٹنی سے نیچے گر گئے۔

Marfat.com

اس دن حضرت ضباعہ بنت عامر بن قرط رضی اللہ عنہا اپنے چچا زاد بھائیوں سے ملنے کے لئے اس قبیلہ بنو عامر میں آئی ہوئی تھیں اور وہ ان عورتوں میں سے تھیں جو مسلمان ہو کر مکہ میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا کرتی تھیں۔ وہ یہ منظر دیکھ کر بیتاب ہو کر بول اٹھیں:

''اے عامر کی اولاد! آج تم میں سے کوئی بھی عامر کی طرح میری مدد کرنے والا نہیں رہا یا آج سے قبیلہ عامر سے کوئی تعلق نہیں۔ کیا تمہارے سامنے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ یہ برا سلوک کیا جا رہا ہے اور تم میں سے کوئی بھی ان کی مدد کے لئے نہیں اٹھا''

ان تینوں بھائیوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک کو پکڑ کر زمین پر گرا لیا اور ان کے سینوں پر بیٹھ کر ان کے چہروں پر خوب تھپڑ مارے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا ''اے اللہ ان تینوں بھائیوں پر برکت نازل فرما اور ان تینوں پر لعنت کر''

راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مدد کرنے والے تینوں بھائی مسلمان ہوئے اور انہوں نے شہادت کا مرتبہ پایا اور باقی تینوں ذلت کی موت مرے اور جن دو آدمیوں نے بحیرہ بن فراس کی مدد کی ان میں سے ایک کا نام حزن بن عبداللہ اور دوسرے کا نام معاویہ بن عبادہ ہے اور جن تین بھائیوں نے حضور ﷺ کی مدد کی وہ غطریف بن سہل اور غطفان بن سہل اور عروہ بن عبداللہ ہیں۔(۱)

() البداية والنهاية (۳/۱٤۱)، دلائل النبوة، ص: ۱۰۰

Marfat.com

ابولہب دعوتِ حق میں روڑے اٹکاتا ہے!

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمہارے پاس اور تمہارے بھائی کے پاس اپنی حفاظت کا سامان نظر نہیں آرہا ہے۔ کیا آپ کل مجھے بازار لے جائیں گے تاکہ ہم مختلف قبائل کی قیام گاہوں میں جا کر ان کو دعوت دے سکیں اور ان دنوں عرب وہاں اکٹھے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ قبیلہ کندہ اور اس کے ہم خیال لوگ ہیں اور یہ یمن سے حج کے لئے آنے والوں میں سے سب سے اچھے لوگ ہیں اور یہ بکر بن وائل کی قیام گاہ ہے اور یہ قبیلہ بنوعامر بن صعصعہ کی قیام گاہ ہے۔ آپ ان میں کسی کو اپنے لئے پسند فرمالیں۔ چنانچہ آپ نے قبیلہ بنو کندہ سے دعوت کی ابتداء فرمائی اور ان کے پاس تشریف لے جا کر فرمایا ''آپ لوگ کہاں کے ہیں؟''

انہوں نے کہا ''یمن کے''

آپ نے فرمایا ''یمن کے کون سے قبیلے کے؟''

انہوں نے کہاں ''قبیلہ کندہ کے''

آپ نے فرمایا ''کیا اپنی بھلائی کو تمہارا دل چاہتا ہے؟''

انہوں نے کہا ''وہ بھلائی کی بات کیا ہے؟''

آپ نے فرمایا ''تم لا الہ الا اللہ کی گواہی دو اور نماز قائم کرو اور جو کچھ اللہ کے پاس سے آیا ہے اس پر ایمان لاؤ''

انہوں نے کہا ''اگر آپ کامیاب ہو گئے تو آپ اپنے بعد بادشاہت ہمیں دیں گے؟''

آپ نے فرمایا ''بادشاہت دینے کا اختیار تو اللہ کو ہے وہ جس کو چاہے دے دے''

انہوں نے کہا ''کیا آپ اس لئے ہمارے پاس آئے ہیں تاکہ آپ ہمیں ہمارے

Marfat.com

خداؤں سے روک دیں اور ہم سارے عرب کی مخالفت مول لے لیں۔ آپ اپنی قوم کے پاس چلے جائیں ہمیں آپ کی کوئی ضرورت نہیں''

چنانچہ آپ ان کے پاس سے اٹھ کر قبیلہ بنو بکر بن وائل کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا:

''آپ کا کونسا قبیلہ ہے؟''

انہوں نے کہا'' بکر بن وائل''

آپ نے فرمایا'' بکر بن وائل کا کونسا خاندان؟''

انہوں نے کہا'' بنو قیس بن ثعلبہ''

آپ نے کہا'' آپ لوگوں کی تعداد کتنی ہے؟''

انہوں نے کہا'' ریت کے ذروں کی طرح بہت زیادہ''

آپ نے فرمایا'' تمہارا رعب اور دبدبہ کیسا ہے؟''

انہوں نے کہا'' کچھ نہیں، اہل فارس ہمارے پڑوسی ہیں نہ ہم ان سے کسی کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ ہم ان کے مقابلے میں کسی کو پناہ دے سکتے ہیں''

آپ نے فرمایا'' ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، اللہ کی رضا کے لئے پڑھنا اپنے ذمہ کر لو اگر اللہ نے تمہیں باقی رکھا تو تم اہل فارس کے گھروں پر قبضہ کر لو گے، ان کی عورتوں سے نکاح کر لو گے اور ان کے بیٹوں کو اپنا غلام بنا لو گے''

انہوں نے کہا'' آپ کون ہیں؟''

آپ نے فرمایا'' میں اللہ کا رسول ہوں'' پھر آپ وہاں سے آگے چل دیئے۔

کلبی کی روایت میں ہے کہ آپ کا چچا ابولہب آپ کے پیچھے چل رہا تھا اور لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ ان کی بات نہ مانو۔ چنانچہ جب حضور ﷺ ان کے پاس سے چلے گئے تو ابولہب ان کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے ابولہب سے کہا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ یہ ہمارے قبیلہ میں چوٹی کا آدمی ہے تم ان کی کس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ حضور ﷺ نے ان کو جس بات کی دعوت دی تھی وہ ساری بات انہوں نے ابولہب کو بتائی

Marfat.com

اور یہ کہا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ ابولہب نے کہا خبردار اس کی بات کو کوئی اہمیت نہ دو، کیونکہ یہ تو دیوانہ ہے (نعوذ باللہ من ذلک) پاگل پن میں الٹی سیدھی کہتا رہتا ہے۔ انہوں نے فارس والوں کے بارے میں جو کچھ کہا اس سے بھی ہمیں یہی اندازہ ہوا۔(۱)

تمام انبیاء سے زیادہ تکالیف حضور ﷺ پر آئیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی خاطر جتنی تکلیف مجھے پہنچائی گئی اتنی کسی کو نہیں پہنچائی گئی۔ اور جتنا مجھے اللہ کی وجہ سے ڈرایا گیا اتنا کسی کو نہیں ڈرایا گیا اور مجھ پر تیس دن اور تیس راتیں مسلسل ایسی گزری ہیں کہ میرے اور بلال ؓ کے پاس کسی جاندار کے کھانے کے قابل صرف اتنی چیز ہوتی جو بلال کی بغل کے نیچے آجائے"(۲)

یعنی بہت تھوڑی مقدار میں ہوتی تھی۔

(۱) البداية والنهاية(۳/ ۱٤۰)

(۲) سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب منه، رقم: ۲۳۹٦، سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل سلمان وأبي ذر والمقداد، رقم: ۱٤۸، مسند أحمد، رقم: ۱۱۷٦۷، البداية والنهاية(۳/ ٤۷)، الترغيب والترهيب(٥/ ۱٥۹)

Marfat.com

سفر طائف اور اسلام کی دعوت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا ”جنگ احد کے دن سے بھی زیادہ سخت دن آپ پر کوئی آیا ہے؟“

آپ نے فرمایا ”مجھے تمہاری قوم کی طرف سے بہت زیادہ تکلیفیں اٹھانی پڑیں اور ان کی طرف سے مجھے سب سے زیادہ تکلیف عقبہ طائف کے دن اٹھانی پڑی۔ میں نے اہل طائف کے سردار ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا کہ مجھ پر ایمان لاؤ، اور میری نصرت کرو اور مجھے اپنے ہاں ٹھہرا کر دعوت کا کام آزادی سے کرنے دو لیکن اس نے میری بات نہ مانی۔

میں طائف سے بڑا غمگین اور پریشان ہو کر اپنے راستہ پر واپس چل پڑا میں یونہی غمگین اور پریشان چلتا رہا، قرن ثعالب مقام پر پہنچ کر میرے اس غم اور پریشانی میں کچھ کمی آئی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس میں حضرت جبرئیل تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا:

”اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی وہ گفتگو جو آپ سے ہوئی سنی اور ان کے جوابات سنے اور ایک فرشتہ کو جس کے متعلق پہاڑوں کی خدمت ہے آپ کے پاس بھیجا ہے آپ ان کفار کے بارے میں جو چاہیں اسے حکم دیں“

اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دے کر سلام کیا۔ اور عرض کیا

”اے محمد! آپ نے جو حضرت جبرئیل سے سنا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ ارشاد فرمائیں تو میں مکہ کے دونوں پہاڑوں ابو قبیس اور احمر کو ان پر ملا دوں جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں“

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

”نہیں، بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں میں ایسے لوگوں کو پیدا

Marfat.com

فرمائے گا جو ایک اللہ عزوجل کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گے۔"(۱)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور کفار قریش کی طرف سے حضور پر تکلیفیں اور سختیاں اور زیادہ بڑھ گئیں۔ آپ قبیلہ ثقیف کے پاس اس امید پر تشریف لے گئے کہ وہ آپ کو اپنے ہاں ٹھہرالیں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔ آپ نے دیکھا کہ قبیلہ ثقیف کے تین سردار ہیں جو کہ آپس میں بھائی ہیں عبد یالیل بن عمرو اور حبیب بن عمر اور مسعود بن عمرو۔ آپ نے اپنے آپ کو ان پر پیش کیا اور ان لوگوں سے تکلیفوں کی اور اپنی قوم کی بے حرمتی کرنے کی شکایت کی۔ ان میں سے ایک نے کہا "اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کچھ دے کر بھیجا ہو تو میں کعبہ کے پردوں کی چوری کروں" (یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو کچھ دے کر نہیں بھیجا)

دوسرے نے کہا "اس مجلس کے بعد میں آپ سے کبھی بھی کوئی بات نہیں کروں گا۔ کیونکہ اگر آپ واقعی رسول ہیں تو آپ کا مقام اس سے بہت اونچا ہے کہ مجھ جیسا آپ سے بات کرے"

تیسرے نے کہا "رسول بنانے کے لئے آپ ہی رہ گئے تھے کیا اللہ تعالیٰ آپ کے علاوہ کسی اور کو رسول نہیں بنا سکتے تھے؟"

پھر آپ نے ان سے جو گفتگو فرمائی وہ انہوں نے سارے قبیلہ میں پھیلا دی۔ اور وہ سب جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے لگے۔ اور آپ کے راستہ پر دو صفیں بنا کر بیٹھ گئے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں میں پتھر لے لئے اور آپ جو قدم بھی اٹھاتے یا رکھتے اسے پتھر مارتے اور آپ کا مذاق بھی اڑاتے جاتے۔ جب آپ ان کی صفوں سے آگے نکل گئے اور ان کافروں سے چھٹکارا پایا اور آپ کے دونوں قدم مبارک سے خون بہہ رہا تھا تو آپ ان لوگوں کے ایک انگوروں کے باغ میں چلے گئے اور ایک انگور کی بیل کے نیچے سائے میں بیٹھ گئے۔ آپ بہت غمگین، رنجیدہ اور دکھی اور تکلیف زدہ تھے اور آپ کے دونوں قدموں سے خون بہہ

(۱) صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة، رقم:۲۹۹۲، صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب ما لقي النبي من أذى المشركين والمنافقين، رقم:۳۳۵۲

Marfat.com

رہا تھا۔ اسی باغ میں عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کافر بھی تھے۔ جب آپ نے ان دونوں کو دیکھا تو ان کے پاس جانا پسند نہ فرمایا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں۔ حالانکہ آپ سخت تکلیف اور پریشانی میں تھے، ان دونوں نے اپنے غلام عداس کو انگور دے کر حضور کی خدمت میں بھیجا۔ وہ عیسائی تھے اور نینویٰ کے رہنے والے تھے۔ عداس نے آ کر حضور کے سامنے انگور رکھ دیئے۔ حضور نے انگور کھانے کے لئے بسم اللہ پڑھی اور اس سے عداس کو بڑا تعجب ہوا۔ آپ نے ان سے پوچھا "تم کہاں کے رہنے والے ہو؟"

انہوں نے کہا "میں نینویٰ کا رہنے والا ہوں"

آپ نے فرمایا "تم اس بھلے اور نیک آدمی کے شہر کے رہنے والے ہو؟ جن کا نام حضرت یونس بن متیٰ تھا"

عداس نے حضور ﷺ سے عرض کیا "آپ کو کیسے پتہ چلا کہ حضرت یونس بن متیٰ کون ہیں؟"

آپ کو حضرت یونس کے جتنے حالات معلوم تھے وہ عداس کو بتائے۔ اور آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ کسی انسان کا درجہ اس سے کم نہیں سمجھتے تھے کہ اسے اللہ کا پیغام پہنچائیں۔ یعنی چھوٹے بڑے ہر ایک کو دعوت دیا کرتے تھے۔ حضرت عداس نے عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ مجھے حضرت یونس بن متیٰ کے بارے میں کچھ اور بتائیں"

چنانچہ حضور پر حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں جتنی وحی نازل ہوئی تھی وہ سب حضور نے عداس کو سنا دی۔ اس پر وہ حضور کے سامنے سجدہ میں گر گئے اور آپ کے قدموں کو چومنے لگ گئے۔ جن میں سے خون بہہ رہا تھا۔

جب عتبہ اور اس کے بھائی شیبہ نے اپنے غلام کو یہ کرتے ہوئے دیکھا تو دنوں سکتے میں رہ گئے۔ جب حضرت عداس ان دونوں کے پاس واپس آئے تو ان دونوں نے ان سے کہا "تم کو کیا ہوا کہ تم نے محمد کو سجدہ بھی کیا اور ان کے قدموں کو بھی چوما اور ہم نے تم کو ہم میں سے کسی کے ساتھ ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا"

حضرت عداس نے کہا "یہ ایک بھلے آدمی ہیں، اور انہوں نے مجھے چند ایسی باتیں بتائیں جو مجھے اس رسول کے بارے میں معلوم تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف مبعوث

Marfat.com

فرمایا تھا جن کو حضرت یونس بن متیٰ کہا جاتا ہے۔ اور انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں'' اس پر وہ دونوں ہنس پڑے اور کہنے لگے ارے! یہ آدمی تمہیں تمہاری نصرانیت سے نہ ہٹا دے یہ آدمی بہت دھوکا دیتا ہے، پھر حضور ﷺ مکہ واپس تشریف لے آئے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو حضور اکرم ﷺ طائف والوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے طائف پیدل تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ آپ وہاں سے واپس ہوئے۔ راستہ میں ایک درخت کے سایہ میں دو رکعت نماز پڑھی اور پھر یہ دعا مانگی:

((اللھم انی اشکو الیک ضعف قوتی وھوانی علی الناس یا ارحم الراحمین انت ارحم الراحمین الی من تکلنی الی عدو یتجھمنی ام الی قریب ملکتہ امری ان لم تکن غضبان علی فلا ابالی غیر ان عافیتک اوسع لی اعوذ بوجھک الذی اشرقت لہ الظلمات وصلح علیہ امر الدنیا والاخرۃ ان ینزل بی غضبک او یحل بی سخطک لک العتبیٰ حتی ترضی ولا قوۃ الا باللہ))

''اے اللہ! تجھ ہی سے شکایت کرتا ہوں اپنی کمزوری اور لوگوں میں ذلت اور رسوائی کی۔ اے ارحم الراحمین! تو ارحم الراحمین ہے تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے کسی ایسے دشمن کے جو مجھے دیکھ کر ترش رو ہوتا ہے اور منہ چڑاتا ہے یا ایسے رشتہ دار کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا۔ اے اللہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ تیری حفاظت مجھے کافی ہے۔ میں آپ کے اس چہرہ کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہوگئیں اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے کام درست ہو جاتے ہیں، اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو، تیری ناراضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے جب تک تو راضی نہ ہو۔ اللہ کے سوا کسی سے نیکی کی طاقت نہیں ملتی''(۲)

(۱) دلائل النبوۃ، ص:۱۰۳ (۲) حیاۃ الصحابۃ (۱/۱۴۸)

Marfat.com

''اے بیٹی! مت رو''

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو قریب کا ایک کمینہ آدمی حضور ﷺ کے سامنے آیا اور اس نے آپ پر مٹی ڈالی، آپ اپنے گھر واپس چلے گئے، آپ کی ایک بیٹی آ کر آپ کے چہرے سے مٹی صاف کرنے لگی اور رونے لگی، آپ نے فرمایا:

''اے میری بیٹی! مت رو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے والد کی حفاظت کرنے والے ہیں اور آپ فرما رہے تھے کہ ابو طالب کے انتقال تک قریب میرے ساتھ اتنی ناگواری کا معاملہ نہیں کر رہے تھے اب یہ شروع ہو گئے ہیں''(۱)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جب ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو قریش کے لوگ حضور کے ساتھ ترش روئی اور سختی کے ساتھ پیش آنے لگے آپ نے فرمایا اے میرے چچا! آپ کی کمی بہت جلد محسوس ہونے لگی۔(۲)

---

(۱) البداية والنهاية (۳/۱۳٤)

(۲) حلية الأولياء (۸/۳۰۸)

Marfat.com

مشرکین کا ابو طالب سے شکایت کرنا

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش ابو طالب کے پاس آئے اور کہا "اے ابو طالب! آپ کا بھتیجا (حضرت محمد ﷺ) ہمارے گھروں اور ہماری مجلس میں ہمارے پاس آتا ہے اور ہمیں ایسی باتیں سناتا ہے جن سے ہمیں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو ہمارے پاس آنے سے روک دیں"

ابو طالب نے مجھ سے کہا "اے عقیل! اپنے چچازاد بھائی کو ڈھونڈ کر میرے پاس لاؤ"

چنانچہ میں آپ ﷺ کو ابو طالب کی ایک کوٹھڑی میں سے بلا کر لایا۔ آپ ﷺ میرے ساتھ چل رہے تھے آپ سایہ میں چلنا چاہتے تھے کیونکہ دھوپ تیز تھی لیکن راستہ میں سایہ نہ مل سکا۔ یہاں تک کہ آپ ابو طالب کے پاس پہنچ گئے تو آپ سے ابو طالب نے کہا "اے میرے بھتیجے! اللہ کی قسم! جیسے کہ تم کو خود بھی معلوم ہے میں تمہاری ہر بات مانتا ہوں، تمہاری قوم والوں نے آ کر یہ کہا کہ تم کعبہ میں اور ان مجلسوں میں جا کر ان کو ایسی باتیں سناتے ہو جن سے ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر تم مناسب سمجھو تو ان کے پاس جانا چھوڑ دو"

آپ ﷺ نے نگاہ کو آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا "جس کام کو دے کر مجھے مبعوث کیا گیا ہے اس کو چھوڑنے کی میں بالکل قدرت نہیں رکھتا ہوں جیسا کہ تم میں سے کوئی سورج میں سے آگ کا شعلہ لانے کی قدرت نہیں رکھتا"

اس پر ابو طالب نے کہا "میرا بھتیجا کبھی غلط بات نہیں کہتا تم سب بھلائی کے ساتھ واپس چلے جاؤ" (۱)

بعض روایات کے مطابق ابو طالب نے حضور ﷺ سے کہا "اے میرے بھتیجے! آپ کی قوم میرے پاس آئی ہے اور اس نے ایسی ایسی باتیں کہیں ہیں۔ تم مجھ پر ترس کھاؤ اور

(۱) البداية والنهاية (۳/۴۲)

Marfat.com

اپنی جان پر بھی۔ اور اتنا بوجھ مجھ پر نہ ڈالو کہ جس کو نہ میں اٹھا سکوں اور نہ تم۔ لہٰذا تم اپنی قوم کو وہ باتیں کہنی چھوڑ دو جوان کو ناگوار لگتی ہیں''

اس سے حضور ﷺ یہ سمجھے کہ آپ کے بارے میں آپ کے چچا کی رائے بدل گئی ہے اور وہ اب آپ کی مدد چھوڑ کر آپ کو قوم کے حوالے کرنے والے ہیں اور اب ان میں آپ کا ساتھ دینے کی ہمت نہیں رہی ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا ''اے میرے چچا! اگر سورج میرے دائیں ہاتھ میں اور چاند میرے بائیں ہاتھ میں رکھ دیا جائے تو بھی میں اس کام کو چھوڑنے والا نہیں ہوں (میں اس کام میں لگا رہوں گا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو غالب کر دیں یا اس کام کی کوشش میں میری جان چلی جائے'' اتنا کہہ کر حضور ﷺ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور آپ رو دیئے۔ اور آپ وہاں سے پشت پھیر کر چل دیئے جب ابوطالب نے دیکھا کہ حضور ﷺ اپنے کام پر اتنے پختہ ہیں (کہ اس کے لئے جان تک قربان کرنے اور چاند اور سورج تک اٹھا لینے کو تیار ہیں) تو انہوں نے حضور ﷺ کو پکارا:

''اے میرے بھتیجے! آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے، ابو طالب نے کہا آپ اپنا کام کرتے رہیں اور جیسے دل چاہتا ہے کرتے رہیں اللہ کی قسم! میں کسی وجہ سے تمہارا کبھی ساتھ نہیں چھوڑوں گا'' (۱)

---

(۱) البداية والنهاية (۳/ ۴۲)

Marfat.com

حضور ﷺ کی تکالیف کا دردناک منظر

حضرت منیب ازدی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زمانہ جاہلیت میں دیکھا تھا کہ آپ فرما رہے تھے کہ اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہہ لو کامیاب ہو جاؤ گے، تو میں نے دیکھا کہ ان میں سے کوئی تو آپ کے چہرے پر تھوک رہا ہے اور کوئی آپ پر مٹی ڈال رہا ہے اور کوئی آپ کو گالیاں دے رہا ہے اور یونہی ہوتا رہا یہاں تک کہ آدھا دن گزر گیا۔ پھر ایک لڑکی پانی کا پیالہ لیکر آئی جس سے آپ نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا اور کہا ''اے میری بیٹی! نہ تو اپنے باپ کے اچانک قتل ہونے کا خطرہ محسوس کرو اور نہ کسی قسم کی ذلت کا''

میں نے لوگوں سے پوچھا ''یہ لڑکی کون ہے؟''

لوگوں نے یہ بتایا ''حضور ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہیں''

وہ ایک بہت خوبصورت بچی تھیں۔(۱)

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی، رقم:۱۷۱۹۳ (۱۵/ ۲۷۵)، جامع الأحادیث ،رقم:۱۲۰۱ ٤ (۳۸/ ۱۳۱)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (۲/ ٤٥٤)

Marfat.com

عقبہ بن ابی معیط کا حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانا

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن دیکھا کہ قریش کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے حضور ﷺ کو قتل کرنے کا مشورہ کر رہے ہیں، اس وقت حضور ﷺ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ عقبہ بن ابی معیط کھڑا ہوکر آپ کی طرف بڑھا اور آپ کی گردن میں اپنی چادر ڈال کر اس نے آپ کو اس زور سے کھینچا کہ حضور ﷺ گھٹنوں کے بل زمین پر گر گئے۔ لوگوں میں ایک شور مچ گیا۔ سب نے یہ سمجھا کہ آپ قتل کردیئے گئے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے پیچھے سے آپ کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپ کو ہٹایا:

"أتقتلون رجلا ان يقول ربي الله وقد جاء كم بالبينت من ربكم"

"کیا مار ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی"

پھر کفار آپ کے پاس سے چلے گئے۔ حضور ﷺ نے کھڑے ہوکر نماز پوری فرمائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کفار کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ان کے پاس سے گزرے آپ نے فرمایا:

"اے جماعت قریش! سن لو اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! مجھے تمہاری طرف تمہیں ذبح کرنے کے لئے ہی بھیجا گیا ہے" یعنی نہ ماننے والے ہمارے ہاتھوں آخر قتل ہوں گے

پھر آپ نے اپنے ہاتھ کو اپنے حلق پر پھیر کر ذبح ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ تو آپ سے ابوجہل نے کہا "آپ تو نادان نہیں ہیں، لہٰذا ایسی سخت بات نہ کہیں، برداشت سے کام لیں" آپ نے اس سے فرمایا "تو بھی ان میں سے ہے جو آخر قتل ہوں گے" (١)

(١) کنز العمال (٣٢٧/٢)، دلائل النبوۃ، ص: ٦٧

Marfat.com

مشرکین کا حضور ﷺ کو طعنے دینا

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''آپ نے قریب کو اپنی دشمنی ظاہر کرتے ہوئے حضور ﷺ کو سب سے زیادہ تکلیف پہنچاتے ہوئے جو دیکھا وہ کیا ہے؟''

انہوں نے کہا ''ایک دفعہ قریش کے سردار حطیم میں جمع تھے، میں بھی وہاں موجود تھا۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ اس آدمی کی طرف سے ہمیں جتنا برداشت کرنا پڑا ہے ہمیں اتنا کبھی برداشت نہیں کرنا پڑا۔ یہ ہمیں بے وقوف کہتا ہے اور ہمارے آباء واجداد کو برا بھلا کہتا ہے اور ہمارے دین میں عیب نکالتا ہے اور ہماری جماعت کے ٹکڑے کر رہا ہے اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔ ہم نے اس کی طرف سے بہت برداشت کر لیا ہے۔

وہ لوگ اس طرح کی باتیں کر ہی رہے تھے کہ سامنے سے حضور ﷺ چلتے ہوئے تشریف لائے۔ آپ نے حجر اسود کا استلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے آپ کی بعض باتیں نقل کر کے آپ کو طعنہ دیا۔ میں نے اس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک پر محسوس کیا۔ آپ ان کے سامنے سے چلے گئے۔ جب آپ ان کے پاس سے دوبارہ گزرنے لگے تو انہوں نے ویسی ہی باتیں کہہ کر آپ کو پھر طعنہ دیا جس کا اثر میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر محسوس کیا۔ جب آپ ان کے پاس سے تیسری مرتبہ گزرنے لگے تو انہوں نے پھر ویسی ہی باتیں کہہ کر آپ کو طعنہ دیا۔ آپ نے کہا ''اے جماعت قریش! کیا تم سن رہے ہو؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ میں تو تم لوگوں کو ذبح کرنے کے لئے ہی آیا ہوں'' یعنی جو ایمان نہ لائیگا وہ آخر قتل ہوگا

آپ کی اس بات سے ان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ سب لوگ ایک دم سہم گئے۔ یہاں تک کہ اس سے پہلے جو آپ پر سختی کرنے کے بارے میں سب سے زیادہ زور لگا رہا تھا وہ

Marfat.com

بھی آپ سے عاجزی اور خوشامدی سے بات کر کے آپ کو ٹھنڈا کرنے لگ گیا اور یوں کہنے لگ گیا ''اے ابو القاسم! آپ بھلائی کے ساتھ واپس تشریف لے جائیں۔ اللہ کی قسم! آپ تو نادان آدمی نہیں ہیں، لہٰذا ایسی سخت بات نہ کہیں برداشت سے کام لیں''

آپ واپس تشریف لے گئے۔ اگلے دن وہ لوگ پھر حطیم میں جمع ہوئے، میں بھی ان کے ساتھ تھا، وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ان کی طرف سے جو تکلیفیں پیش آ رہی ہیں ان کا تم نے ان سے تذکرہ کیا اور تم جو ان کے ساتھ معاملہ برت رہے ہو اس کا تم نے ان سے ذکر کیا۔ اس کے جواب میں جب انہوں نے تم کو ایسی بات صاف صاف کہہ دی تو تمہیں بری لگی تو تم نے ان کو چھوڑ دیا ان کے ساتھ کچھ نہیں کیا، کچھ کرنا چاہئے تھا، وہ آپس میں یہ باتیں کر رہی رہے تھے کہ اتنے میں حضور سامنے سے تشریف لے آئے، یہ سب لوگ ایک دم آپ کی طرف جھپٹے اور آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور کہنے لگے تم ہی ہو جو یوں کہتے ہو؟ اور یوں کہتے ہو؟ اور حضور ﷺ کی طرف سے انہیں جو باتیں پہنچتی رہتی تھیں کہ حضور ﷺ ان کے معبودوں کے اور ان کے دین کے عیوب گنا رہے ہیں وہ سب انہوں نے کہہ ڈالیں حضور نے فرمایا ''ہاں! میں نے یہ سب باتیں کہیں ہیں'' تو میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک آدمی نے آپ کا گریبان پکڑ لیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کو بچانے کے لئے کھڑے ہوئے اور وہ روتے ہوئے کہنے لگے:

''أتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاء کم بالبینت من ربکم''

''کیا مار ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی''

پھر یہ لوگ حضور کے پاس سے چلے گئے۔ قریش کے حضور کو تکلیف پہنچانے کا سب سے زیادہ سخت واقعہ جو میں نے دیکھا وہ یہ ہے۔(۱)

---

(۱) البدایة والنهایة (۳/۴۶)

Marfat.com

سب سے سخت تکالیف......

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے پوچھا "رسول اللہ کو مشرکین کی طرف سے جو تکلیفیں اٹھانی پڑیں تم نے ان میں سے زیادہ سخت تکلیف کون سی دیکھی؟"

انہوں نے کہا "مشرکین مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا اور آپ ان کے معبودوں کے بارے میں جو فرماتے تھے اس کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اتنے میں حضور ﷺ سامنے سے تشریف لائے وہ سب ایک دم کھڑے ہو کر حضور ﷺ پر ٹوٹ پڑے۔ چیخ و پکار کی آواز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تک پہنچی۔ لوگوں نے ان سے کہا اپنے حضرت کو بچا لو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے اٹھ کر چل پڑے۔ ان کی چار زلفیں تھیں اور وہ یہ کہتے جا رہے تھے:

"تمہارا ناس ہو، کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا ہے تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی"

یہ سن کر وہ حضور ﷺ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس واپس آئے۔ کافروں نے آپ کو اتنا مارا تھا کہ جس زلف کو بھی پکڑتے وہ ہاتھ میں آ جاتی (یعنی سر کے بال چوٹوں کی وجہ سے جھڑنے لگ گئے تھے) اور وہ فرما رہے تھے:

"تبارکت یا ذالجلال والاکرام"

"تو بہت برکت والا ہے اے بڑائی اور عظمت والے"(۱)

---

(۱) الاستیعاب (۲/۲٤۷)، حلیة الأولیاء (۱/۳۱)

Marfat.com

آل فرعون کا مؤمن اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن لوگوں میں بیان کر رہے تھے، انہوں نے فرمایا ''اے لوگو! بتاؤ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟''

لوگوں نے کہا ''اے امیر المومنین آپ''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

''جو بھی میرے مقابلہ میں آیا میں تو اس پر غالب ہوا۔ سب سے بہادر تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہم لوگوں نے غزۂ بدر کے موقع پر حضور ﷺ کے لئے چھپر بنایا تھا، پھر ہم نے کہا کہ کون حضور ﷺ کے ساتھ رہے گا تا کہ کوئی مشرک حضور پر حملہ کا ارادہ نہ کر سکے۔ اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی حضور ﷺ کے قریب نہ جا سکا بس ایک ابوبکر نے اس کی ہمت کی اور وہ ننگی تلوار لئے ہوئے حضور ﷺ کے سرہانے کھڑے رہے۔ جو کافر بھی حضور ﷺ کی طرف آنے کا ارادہ کرتا یہ اس پر جھپٹتے، تو یہ ہیں لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر۔ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ قریش نے حضور ﷺ کو چاروں طرف سے پکڑ رکھا تھا، کوئی آپ پر ناراض ہو رہا تھا کوئی آپ کو جھنجوڑ رہا تھا اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ تم نے تمام خداؤں کا ایک خدا بنا دیا۔ اللہ کی قسم! اس دن بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہم میں سے اور کوئی حضور ﷺ کے قریب نہ جا سکا۔ یہ آگے بڑھے کسی کو مارتے تھے کسی سے لڑتے تھے کسی کو جھنجوڑتے تھے اور کہتے جاتے تھے تمہارا ناس ہو کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے''

اتنا کہنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو چادر اوڑھ رکھی تھی وہ اوپر اٹھائی اور رونے

Marfat.com

لگے اور اتنا روئے کہ ان کی داڑھی تر ہوگئی۔ پھر کہا:

''میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آل فرعون کا مومن بہتر ہے جن کا قرآن میں تذکرہ ہے یا ابوبکر؟''

تمام لوگ خاموش رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اللہ کی قسم! ساری زمین آل فرعون کے مومنوں سے بھر جائے تو ان کی زندگی بھر کے اعمال سے حضرت ابوبکر کی ایک گھڑی زیادہ قیمتی ہے۔ آل فرعون کا وہ مومن تو اپنا ایمان چھپا رہا تھا اور یہ اپنے ایمان کا اعلان کر رہے تھے''(۱)

(۱) البداية والنهاية (۳/۲۷۱)

Marfat.com

مشرکین کا حضور ﷺ پر اوجھڑی ڈالنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے اور ابو جہل بن ہشام، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف اور دو آدمی کل سات کافر حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور نماز میں لمبے لمبے سجدے کر رہے تھے۔

ابو جہل نے کہا ''تم میں سے کون ایسا ہے جو فلاں جگہ جائے جہاں فلاں فلاں قبیلہ نے جانور ذبح کر رکھا ہے اور اس کی اوجھڑی ہمارے پاس لے آئے پھر ہم وہ اوجھڑی محمد کے اوپر ڈال دیں گے''

ان میں سب سے زیادہ بد بخت عقبہ بن ابی معیط گیا اور اس نے وہ اوجھڑی لا کر حضور ﷺ کے کندھوں پر ڈال دی جب کہ حضور ﷺ سجدے میں تھے۔ میں وہاں کھڑا تھا مجھ میں بولنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔ میں تو اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تھا، میں وہاں سے جانے لگا کہ اتنے میں آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ خبر سنی وہ دوڑی ہوئی آئیں اور آپ کے کندھوں سے اوجھڑی کو انہوں نے اتارا۔ پھر قریش کی طرف متوجہ ہو کر ان کو برا بھلا کہنے لگ گئیں۔ کافروں نے ان کو کچھ جواب نہ دیا۔ حضور ﷺ اپنی عادت کے مطابق سجدہ پورا کر کے سر اٹھایا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو تین مرتبہ یہ بددعا کی:

''اے اللہ تو قریش کی پکڑ فرما۔ عتبہ، عقبہ، ابو جہل اور شیبہ کی پکڑ فرما''

پھر آپ مسجد حرام سے باہر تشریف لے گئے۔ رستہ میں آپ کو ابو البختری بغل میں کوڑا دبائے ہوئے ملا۔ اس نے حضور ﷺ کا چہرہ پریشان دیکھ کر پوچھا ''آپ کو کیا ہوا؟''

آپ نے فرمایا ''مجھے جانے دو''

اس نے کہا ''خدا جانتا ہے، میں آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ

Marfat.com

آپ مجھے نہ بتادیں کہ آپ کو کیا پیش آیا ہے؟ آپ کو ضرور کوئی بڑی تکلیف پہنچی ہے"

جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ تو مجھے بتائے بغیر نہیں چھوڑے گا تو آپ نے اس کو سارا واقعہ بتادیا کہ ابوجہل کے کہنے پر آپ پر اوجھڑی ڈالی گئی۔ ابوالبختری نے کہا" آؤ مسجد چلیں"

حضور ﷺ اور ابوالبختری چلے اور مسجد میں داخل ہوئے۔ پھر ابوالبختری ابوجہل کی طرف متوجہ ہوکر بولا" اے ابوالحکم کیا تمہارے ہی کہنے کی وجہ سے محمد پر اوجھڑی ڈالی گئی ہے؟"

اس نے کہا" ہاں"

ابوالبختری نے کوڑا اٹھا کر اس کے سر پر مارا۔ کافروں میں آپس میں ہاتھا پائی ہونے لگی۔ ابوجہل چلایا" تم لوگوں کا ناس ہو، تمہاری اس ہاتھا پائی سے محمد کا فائدہ ہورہا ہے۔ محمد تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے درمیان دشمنی پیدا ہوجائے اور وہ اور ان کے ساتھی بچے رہیں"(۱)

(۱) دلائل النبوة، ص: ۹۰، حياة الصحابة (۱/ ۳۵۷۔۳۵۸)

Marfat.com

ابو جہل کا حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانا

حضرت یعقوب بن عتبہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ صفا پہاڑی پر تشریف لے جارہے تھے کہ اچانک سامنے سے آ کر ابو جہل نے آپ کا راستہ روک لیا۔ اور آپ کو بہت تکلیف پہنچائی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شکاری آدمی تھے اور اس دن وہ شکار کرنے گئے ہوئے تھے۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ ابو جہل نے جو کچھ کیا وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے واپس آئے تو ان کی بیوی نے ان سے کہا ''اے ابو عمارہ! جو کچھ ابو جہل نے آج تمہارے بھتیجے کے ساتھ کیا ہے اگر تم اسے دیکھ لیتے تو نہ جانے تم اس کے ساتھ کیا کرتے''

یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بڑا غصہ آیا، چنانچہ وہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہی اپنی گردن میں کمان لٹکائے ہوئے اسی طرح چل دیئے اور مسجد حرام میں داخل ہوئے وہاں انہوں نے ابو جہل کو قریش کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے پایا۔ انہوں نے بغیر کچھ کہے ابو جہل کے سر پر زور سے کمان ماری اور اسکا سر زخمی کر دیا۔ قریش کے کچھ لوگ کھڑے ہو کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ابو جہل سے روکنے لگے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''آج سے میرا بھی وہی دین ہے جو محمد کا دین ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اللہ کی قسم! میں اپنی اس بات سے نہیں پھروں گا۔ اگر تم (اپنی بات میں) سچے ہو تو مجھے اس سے روک کر دیکھ لو''

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے سے حضور ﷺ اور مسلمانوں کو بہت قوت حاصل ہوئی۔ اور مسلمان اپنے کام میں اور زیادہ پکے ہو گئے اور اب قریش ڈرنے لگے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور کی ضرور حفاظت کریں گے۔ (۱)

(۱) المستدرک للحاکم (۳/ ۱۹۲)، حیاۃ الصحابۃ (۱/ ۳۵۹)

Marfat.com

ابو جہل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے روکتا ہے

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن مسجد حرام میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ابو جہل سامنے سے آیا اور کہنے لگا "میں نے اللہ کے لئے نذر مانی ہے کہ اگر محمد کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ لوں گا تو ان کی گردن کو پاؤں کے نیچے روند ڈالوں گا"

میں وہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیا اور جا کر میں نے انہیں ابو جہل کی بات بتائی۔ آپ وہاں سے غصہ میں نکلے، یہاں تک کہ مسجد حرام پہنچ گئے اور مسجد میں داخل ہونے کی آپ کو اتنی جلدی تھی کہ دروازے کے بجائے دیوار پھلانگ کر اندر گئے۔ میں نے کہا آج کا دن تو بہت برا ہوگا۔ میں نے اپنی لنگی کو مضبوط باندھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہولیا۔ آپ نے اندر جا کر یہ پڑھنا شروع کیا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝﴾(۱)

"پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا، اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے۔ پڑھو، اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے، جس نے قلم سے تعلیم دی، انسان کو اس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا"

پڑھتے پڑھتے جب آپ اس آیت پر پہنچے جس میں ابو جہل کا تذکرہ ہے:

﴿کَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۝ اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی ۝ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجْعٰی ۝ اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۝ اَرَاَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْهُدٰۤی ۝ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ۝ اَرَاَیْتَ اِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ۝

(۱) العلق:۱۔۵

Marfat.com

كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ فَلْيَدْعُ نَادِيَه ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝﴾(۱)

''حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلی سرکشی کر رہا ہے، کیونکہ اس نے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھ لیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ تمہارے پروردگار ہی کی طرف سے سب کو لوٹنا ہے۔ بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے؟ بھلا بتاؤ کہ اگر وہ (نماز پڑھنے والا) ہدایت پر ہو، یا تقویٰ کا حکم دیتا ہو، (تو کیا اسے روکنا گمراہی نہیں؟) بھلا بتاؤ کہ اگر وہ (روکنے والا) حق کو جھٹلاتا ہو، اور منہ موڑتا ہو، کیا اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟ خبردار! اگر وہ باز نہ آیا، تو ہم (اسے) پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے، اس پیشانی کے بال جو جھوٹی ہے، گنہگار ہے۔ اب وہ بلا لے اپنی مجلس والوں کو! ہم دوزخ کے فرشتوں کو بلا لیں گے۔ ہرگز نہیں! اس کی بات نہ مانو، اور سجدہ کرو، اور قریب آ جاؤ''

تو ایک نے ابوجہل سے کہا اے ابوالحکم یہ محمد (مسجد میں) ہیں۔ اس نے کہا کیا تم وہ (منظر) نہیں دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ اللہ کی قسم! آسمان کا کنارہ مجھ پر بند ہو چکا ہے۔ جب حضور ﷺ سورت کے آخر پر پہنچے تو آپ نے سجدہ فرمایا۔(۲)

(۱) العلق:۶۔۱۹

(۲) مستدرک الحاکم (۳/۳۲۵)، البدایة والنهایة (۳/۴۳)

Marfat.com

ابولہب اور دعوتِ اسلام کی مخالفت

حضرت برہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن ابوجہل اور اس کے ساتھ چند کافروں نے رسول اللہ ﷺ کا راستہ روکا اور آپ کو بہت تکلیف پہنچائی۔ حضرت طلیب بن عمیر رضی اللہ عنہ ابوجہل کی طرف بڑھے اور اسے مارا جس سے اس کا سر زخمی ہوگیا۔ لوگوں نے حضرت طلیب رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا۔ حضرت طلیب رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت اروی رضی اللہ عنہا کو جب اس واقعہ کی خبر لگی تو انہوں نے کہا کہ طلیب کی زندگی کا بہترین دن وہ ہے جس دن اس نے اپنے ماموں زاد بھائی حضور ﷺ کی مدد کی۔ لوگوں نے ابولہب سے کہا ”تمہاری بہن اروی بے دین ہوگئی ہے“

ابولہب حضرت اروی رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے ناراض ہونے لگا تو انہوں نے کہا ”تم بھی اپنے بھتیجے محمد ﷺ کی حمایت میں کھڑے ہو جاؤ۔ کیونکہ اگر وہ غالب آگئے تو تمہیں اختیار ہوگا۔ ورنہ تمہیں اپنے بھتیجے کے بارے میں معذور سمجھا جائے گا“

ابولہب نے کہا ”کیا ہم تمام عربوں سے لڑنے کی طاقت رکھتے ہیں؟ اور وہ تو ایک نیا دین لے کر آیا ہے“(۱)

(۱) الإصابة (٤/٢٢٧)

Marfat.com

حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کو طلاق

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عتیبہ بن ابی لہب کی شادی حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوئی اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا عتیبہ کے بھائی عتبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں۔ ابھی ان کی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ حضور ﷺ کی نبوت کا ظہور ہوا۔ جب سورتِ لہب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتیبہ اور عتبہ سے کہا ”میرا تم دونوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر تم محمد کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو“

دونوں کی ماں بنت حرب بن امیہ نے بھی کہا ”اے میرے بیٹو! ان دونوں کو طلاق دے دو کیونکہ یہ دونوں بے دین ہوگئی ہیں“

ان دونوں نے طلاق دیدی، جب عتیبہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دیدی تو وہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا ”میں نے تمہارے دین کا انکار کیا ہے اور تمہاری بیٹی کو طلاق دیدی ہے تاکہ تم کبھی میرے پاس نہ آؤ اور نہ میں تمہارے پاس آؤں“

پھر اس نے آپ پر حملہ کر کے آپ کی قمیص کو پھاڑ دیا۔ وہ ملک شام کی طرف تجارت کے لئے جانے والا تھا۔ آپ نے فرمایا ”میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھ پر اپنا کوئی شیر مسلط کر دے“

چنانچہ وہ قریش کے تجارتی قافلہ کے ساتھ گیا، جب یہ لوگ زرقاء مقام پر پہنچے تو رات کو وہاں ٹھہر گئے، ایک شیر نے اس رات اس قافلہ کا چکر لگایا۔ عتیبہ کہنے لگا ”ہائے میری ماں کی ہلاکت، یہ شیر تو مجھے ضرور کھا جائے گا جیسے کہ محمد نے کہا تھا۔ مجھے ابن ابی کبشہ (یہ نام کافروں نے حضور کا رکھا ہوا تھا) نے مار ڈالا جو کہ مکہ میں ہے اور میں شام میں ہوں“

چنانچہ اس شیر نے سارے قافلہ میں سے صرف عتیبہ پر حملہ کیا اور اس کا گوشت نوچ ڈالا اور اسے مار ڈالا۔

Marfat.com

ایک روایت میں کچھ یوں ہے:

وہ شیر اس رات اس قافلہ کا چکر لگا کر واپس چلا گیا۔ قافلہ والوں نے عتیبہ کو اپنے درمیان لٹایا۔ چنانچہ وہ شیر دوبارہ آیا اور سب کو پھلانگتا ہوا عتیبہ تک پہنچا اور اس کے سر کو چبا ڈالا، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پہلے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی، پھر ان کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کی۔(۱)

(۱) حياة الصحابة (۱/ ۳۶۱۔۳۶۲)

Marfat.com

مشرکین کا حضور ﷺ کے دروازے پر گندگی ڈالنا

حضرت ربیعہ بن عبید دیلی نے فرمایا میں تم لوگوں کو یہ کہتے ہوئے بہت سنتا ہوں کہ قریش رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا کرتے تھے اور تکلیف پہنچایا کرتے تھے، میں ان واقعات کا کثرت سے دیکھنے والا ہوں۔ حضور ﷺ کا گھر ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط کے گھر کے درمیان تھا۔ جب آپ اپنے گھر واپس آتے تو دروازے پر اوجھڑی اور خون اور گندگی پاتے۔ آپ اپنی کمان کے کنارے سے ان سب چیزوں کو ہٹاتے جاتے اور فرماتے ''اے قریش کی جماعت! یہ پڑوسی کے ساتھ بہت برا سلوک ہے''(۱)

ہجرت کے سفر میں......

حضرت عائشہ فرماتی ہیں رضی اللہ عنہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا گر تم مجھ کو اور رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھتیں جب ہم دونوں غار ثور پر چڑھے تھے تو عجیب منظر دیکھتیں حضور ﷺ کے قدموں سے خون ٹپک رہا تھا اور میرے دونوں پاؤں سن ہو کر پتھرا گئے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے قدموں میں سے خون ٹپکنے کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ ننگے پاؤں چلنے کے عادی نہیں تھے اور اس موقع پر ننگے پاؤں چلنا پڑا تھا۔(۲)

(۱) حیاۃ الصحابۃ (۱/۳٦۲)

(۲) حیاۃ الصحابۃ (۱/۳٦۲)

Marfat.com

جنگِ احد میں رسول اللہ ﷺ کا زخمی ہونا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن حضور ﷺ کا داہنا نچلا رباعی دانت شہید ہوگیا تھا۔ اور آپ کا سر مبارک زخمی ہوگیا تھا۔ آپ اپنے چہرہ مبارک سے خون پونچھتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جنہوں نے اپنے نبی کے سر کو زخمی کردیا اور اس کا اگلا دانت شہید کردیا حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾(۱)۔

”(اے پیغمبر!) تمہیں اس فیصلے کا کوئی اختیار نہیں کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب دے کیونکہ یہ ظالم لوگ ہیں“(۲)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن حضور ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا۔ سامنے سے حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے زخم کو چوسا اور آپ کے خون کو نگل گئے۔ آپ نے فرمایا جو ایسا آدمی دیکھنا چاہتا ہے کہ جس کے خون میں میرا خون مل گیا ہے وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔(۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب جنگ احد کا ذکر فرماتے تو

---

(۱) آل عمران:۱۲۸

(۲) صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب غزوة أحد، رقم:۳۳۴۶، سنن الترمذی، کتاب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ومن سورة آل عمران، رقم:۲۹۲۸، سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، رقم:۴۰۱۷

(۳) جمع الفوائد(۲/۴۷)، حياة الصحابة(۱/۳۶۸)

Marfat.com

یہ ارشاد فرماتے کہ یہ دن سارے کا سارا حضرت طلحہ کے حساب میں ہے۔ پھر تفصیل سے بیان فرماتے ہیں:

میدان جنگ سے منہ موڑنے والوں میں سے سب سے پہلے واپس لوٹنے والا میں تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے بڑے زور وشور سے جنگ کر رہا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ خدا کرے یہ حضرت طلحہ ہوں۔ اس لئے کہ جو ثواب مجھ سے چھوٹنا تھا وہ تو چھوٹ گیا۔ اب مجھے زیادہ پسند یہ ہے کہ یہ ثواب میری قوم کے کسی آدمی کو ملے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ میری قوم کے آدمی تھے۔ میرے اور مشرکین کے درمیان ایک آدمی اور تھا جسے میں پہچان نہیں رہا تھا اور میں بنسبت اس آدمی کے حضور سے زیادہ قریب تھا لیکن وہ مجھ سے زیادہ تیز چل رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

ہم دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کا اگلا دانت شہید ہو چکا ہے۔ اور آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہے اور خود کی دو کڑیاں آپ کے رخسار مبارک میں گھس گئی ہیں۔ آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا اپنے ساتھی طلحہ کی خبر لو جو کہ زیادہ خون نکلنے کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے۔

حضور ﷺ کو زخمی حالت میں دیکھ کر ہم لوگ آپ کے اس فرمان کی طرف توجہ نہ کر سکے، ہم بہت پریشان ہو گئے تھے۔ میں حضور ﷺ کے چہرے سے کڑیاں نکالنے کے لئے آگے بڑھا تو ابوعبیدہ نے مجھے اپنے حق کی قسم دے کر کہا

"یہ سعادت لینے کے لئے مجھے چھوڑ دو"

میں نے یہ موقع ان کے لئے چھوڑ دیا۔ انہوں نے ہاتھ سے کڑیاں نکالنا پسند نہ کیا کہ اس سے حضور ﷺ کو تکلیف ہوگی بلکہ دانتوں سے پکڑ کر ایک کڑی نکالی کڑی کے ساتھ ان کا سامنے کا ایک دانت بھی نکل کر گر گیا۔ جو انہوں نے کیا اسی طرح کرنے کے لئے میں آگے بڑھا پھر مجھے اپنے حق کی قسم دے کر کہا

"یہ سعادت لینے کے لئے مجھے چھوڑ دو"

انہوں نے پہلی مرتبہ کی طرح دانتوں سے پکڑ کر کڑی کو نکالا۔ اس دفعہ کڑی کے ساتھ

Marfat.com

ان کا دوسرا دانت نکل گیا۔ دانتوں کے ٹوٹنے کے باوجود حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں بڑے خوبصورت نظر آتے تھے۔ حضور ﷺ کی خدمت سے فارغ ہو کر ہم لوگ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ وہ ایک گڑھے میں پڑے ہوئے تھے اور ان کے جسم پر نیزے اور تیر اور تلوار کے ستر سے زیادہ زخم تھے اور ان کی انگلی بھی کٹ گئی تھی۔ ہم نے ان کی دیکھ بھال کی۔(۱)

☆☆☆

(۱) البداية والنهاية(۴/۲۹)، طبقات ابن سعد(۳/۲۹۸)، كنز العمال(۵/۲۷۴)

Marfat.com

باب دوم

نبی پاک ﷺ کے آنسو

اس باب میں ایسے واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں نبی پاک ﷺ کے رونے کا ذکر ملتا ہے۔ آپ ﷺ کے یہ آنسو کبھی اللہ کے خوف سے گرے اور کبھی اپنے محبوب ساتھیوں اور اولاد کی وفات پر، کبھی کوئی دل سوز واقعہ آپ ﷺ کی آنکھوں کے پرنم ہونے کا سبب بنا اور کبھی کسی ساتھی کی تکلیف اور کبھی امت کے درد میں آپ کی آنکھیں اشک بار ہوئیں۔ اس باب میں ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے گریہ وزاری اور احکاماتِ الٰہیہ کی عظمت کے پیشِ نظر آپ ﷺ کا آبدیدہ ہونا بھی ملتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

زمانہ جاہلیت کا ایک دل سوز واقعہ

نبی کریم ﷺ کے ایک ساتھی آپ ﷺ کے سامنے ہمیشہ غمگین اور پریشان رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ان سے اس غم اور پریشانی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا ''میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک ایسا گناہ کیا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام قبول کرنے کے باوجود بھی مجھے معاف نہ کرے گا''

نبی پاک ﷺ نے اس سے فرمایا ''تم نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے جس کے بارے میں تمہیں یہ ڈر اور غم ہے؟''

انہوں نے اپنا واقعہ سناتے ہوئے عرض کیا:

''یارسول اللہ! زمانہ جاہلیت میں میرا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میرے یہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی تو میری بیوی نے میری منتیں کیں کہ اسے زندہ دفن مت کرنا۔ میں نے بیوی کے اصرار پر اسے چھوڑ دیا، چنانچہ وہ بڑی ہوگئی اور انتہائی خوبصورت دوشیزہ دکھائی دینے لگی۔ لوگوں نے اس کے نکاح کا پیغام بھجوایا تو میری حمیت کو جوش آیا اور میرے دل کو یہ بات برداشت نہ ہوئی کہ میں کسی سے اس کا نکاح کروں، دوسری طرف میں اسے بغیر شادی کئے گھر میں بھی نہ رکھ سکتا تھا۔ چنانچہ ایک دن میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے فلاں قبیلہ میں اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کے لئے لے جانا ہے، اسے بھی میرے ساتھ بھیج دو۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئی اور اسے اچھے کپڑے اور شاندار زیور سے مزین کر دیا۔ اس نے مجھ سے وعدے اور قسمیں لیں کہ میں کسی قسم کی خیانت نہیں کروں گا یعنی اسے درگور نہیں کروں گا۔ میں اسے لے کر چل پڑا اور ایک

Marfat.com

کنویں کے کنارے پہنچا، میں نے کنویں میں دیکھا تو میری بیٹی میرا ارادہ سمجھ گئی کہ میں اسے کنویں میں پھینکنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھ سے چمٹ کر رونے لگی اور کہنے لگی ''اے میرے پیارے ابا جان! آپ میرے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اس کی آہ وبکاء سن کر مجھے اس پر رحم آ گیا۔ مجھے پھر اپنی حمیت کا خیال آیا تو میں نے دوبارہ کنویں میں دیکھا۔ وہ پھر مجھ سے چمٹ گئی اور کہنے لگی ''اے ابا جان! امی سے کیا ہوا وعدہ پورا کیجئے'' میں کبھی اسے دیکھتا تو کبھی کنویں کو دیکھتا۔ اس کے چہرے کو دیکھتا تو مجھے رحم آ جاتا اور جب اپنی حمیت کا خیال آتا تو اسے کنویں میں پھینکنے کا ارادہ کر لیتا۔ یہاں تک کہ شیطان مجھ پر غالب آ گیا اور میں نے اسے منہ کے بل کنویں میں پھینک دیا۔ وہ کنویں میں سے آواز دیتی رہی ''اے میرے ابا جان! آپ نے مجھے مار ڈالا'' میں کچھ دیر وہیں ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ جب اس کی آواز آنا بند ہو گئی تو میں واپس آ گیا''

اس کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شدت سے رونے لگے۔ شدتِ غم سے بے چین ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا:

((لو أمرت أن أعاقب أحدا بما فعل في الجاهلية لعاقبتك))

''میں اگر جاہلیت کے جرم پر کسی کو سزا دیتا تو آج تجھے تیرے اس عملِ بد کی سزا ضرور دی جاتی''(۱)

(۱) تفسير القرطبي (۷/۹۷)، سنن الدارمي، كتاب المقدمة، باب ماكان عليه الناس قبل مبعث النبي من الجهل، رقم: ۲

Marfat.com

اپنے گھر والوں کو ڈرائیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:
﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾(۱)
''(اور اے پیغمبر!) تم اپنے قریب ترین خاندان کو خبردار کرو''
اس آیت کے نزول کے بعد آپ ﷺ رونے لگے۔ پھر آپ نے اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور ارشاد فرمایا:

''اے بنو عبد مناف! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، اے بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، اے بنو ہاشم! اپنی جانوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ''

پھر آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اے فاطمہ بنت محمد! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ، کیونکہ میں اللہ کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا، ہاں البتہ رشتہ داری کا تعلق ضرور ہے جس کا خیال رکھنا بہرحال ضروری ہے''(۲)

---

(۱) الشعراء:۲۱٤

(۲) الأحاديث المختارة(۷/۱۱۳،۱۱٤)، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب فى قوله تعالى أنذر عشيرتك الأقربين، رقم:۳۰۳، سنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ومن سورة الشعراء، رقم:۳۱۰۹، سنن النسائى، كتاب الوصايا، باب إذا أوصى لعشيرته الأقربين، رقم:۳۵۸٤، مسند أحمد، رقم:۸۰۵۱

Marfat.com

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی حالت پر

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں انتہائی ناز ونعمت اور خوشحالی کی زندگی گذار رہے تھے، پھر جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو سخت معاشی پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ ایک طرف تو تبلیغِ اسلام کی مصروفیات نے معیشت کی طرف توجہ نہ کرنے دی تو دوسری جانب آبائی علاقہ چھوڑنے کے بعد تجارت کے خاطر خواہ مواقع بھی حاصل نہ ہو سکے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ وہاں آئے۔ ان کے جسم پر تن ڈھانپنے کے لئے صرف ایک چادر تھی جس پر پیوند لگے ہوئے تھے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ رونے لگے کیونکہ آپ پہلے ان کے یہاں دولت کی فراوانی اور مال واسباب کی کثرت کا بھی مشاہدہ فرما چکے تھے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تمہاری اس دن کیا حالت ہوگی جب تم ایک جوڑے میں صبح اور دوسرے جوڑے میں شام کرو گے۔ تمہارے سامنے سے کھانے کا ایک پیالہ اٹھایا جائے گا تو دوسرا رکھ دیا جائے گا۔ تم اپنے گھروں میں ایسے پردے لٹکاؤ گے جیسے پردے خانہ کعبہ پر لٹکائے جاتے ہیں''

یہ بات سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''ہمارے وہ دن آج کے دنوں سے اچھے ہوں گے، کیونکہ ہم عبادت کے لئے فارغ ہوں گے اور ہماری ضروریات بھی پوری ہو رہی ہوں گی''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تمہارے آج کے دن ان دنوں سے بہتر ہیں''(۱)

(۱) سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، باب منه، رقم: ۲۴۰۰

Marfat.com

حضرت حصین رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

قریش حضرت حصین رضی اللہ عنہ کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ایک دفعہ قریش ان کے پاس آئے اور ان سے نبی پاک ﷺ کے بارے میں کہا ''آپ ہماری طرف سے جا کر اس آدمی سے بات کریں کیونکہ وہ ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے''

چنانچہ قریش اور حضرت حصین رضی اللہ عنہ ایک ساتھ چلے اور حضور ﷺ کے دروازے کے قریب آ کر بیٹھ گئے۔حضور ﷺ نے فرمایا ''بڑے میاں (یعنی حضرت حصین) کے لئے جگہ خالی کر دو''

حضرت حصین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور ان کے بہت سے ساتھی حضور ﷺ کی خدمت میں پہلے سے جمع تھے۔حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے کہا ''یہ کیا ہو رہا ہے کہ ہمیں آپ کی طرف سے یہ باتیں پہنچ رہی ہیں کہ آپ ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتے ہیں حالانکہ آپ کے والد تو بہت محتاط اور بھلے آدمی تھے؟''

پھر حضور ﷺ نے استفسار فرمایا ''اے حصین !اچھا یہ تو بتاؤ تم کتنے خداؤں کی عبادت کرتے ہو؟''

حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے کہا ''میرے سات خدا زمین پر ہیں اور ایک خدا آسمان میں ہے''

حضور ﷺ نے فرمایا ''جب تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچتا ہے تو کس خدا کو پکارتے ہو؟''

حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے کہا ''آسمان والے خدا کو''

آپ نے فرمایا ''جب مال ہلاک ہو جائے تو کس کو پکارتے ہو؟''

حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے کہا ''آسمان والے کو''

حضور ﷺ نے فرمایا ''یہ عجیب بات ہے کہ تمہاری پکار پر وہ اکیلا تمہاری فریاد رسی کرتا ہے اور تم اس کے ساتھ اور خداؤں کو شریک کرتے ہو۔کیا تم آسمان والے خدا کی رضا

Marfat.com

واجازت سے ان دیوتاؤں کو شریک کرتے ہو یا ان دیوتاؤں سے ڈرتے ہو کہ اگر تم ان کو شریک نہیں کرو گے تو وہ تم پر غالب آجائیں گے؟''

حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے کہا ''اس وقت مجھے پتہ چلا کہ آج تک ان جیسی بڑی ہستی سے میں نے بات نہیں کی''

حضور ﷺ فرمایا ''اے حصین! مسلمان ہو جاؤ سلامتی پالو گے''

حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے کہا ''میری قوم ہے اور میرا خاندان ہے۔ (اگر اسلام لاؤں گا تو ان سے مجھے خطرہ ہے) اس لئے اب میں کیا کہوں''

آپ نے فرمایا ''یہ دعا پڑھو:

((اللهم استهديك لا رشد امرى وزدنى علما ينفعنى))

''اے اللہ میں اپنے معاملہ میں زیادہ رشد و ہدایت والے راستے کی آپ سے رہنمائی چاہتا ہوں اور مجھے علم نافع اور زیادہ عطا فرما''

حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے یہ دعا پڑھی اور اس مجلس میں اٹھنے سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے۔ یہ دیکھتے ہی حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اپنے والد حضرت حصین رضی اللہ عنہ کے سر، ہاتھوں اور پیروں کا بوسہ لیا۔ جب حضور ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا:

''عمران کے رویہ کی وجہ سے مجھے رونا آ گیا کہ ان کے والد حصین جب اندر آئے تو وہ کافر تھے۔ اس وقت عمران نہ ان کے لئے کھڑے ہوئے اور نہ ان کی طرف متوجہ ہوئے لیکن جب وہ مسلمان ہو گئے تو فوراً ان کا حق ادا کر دیا۔ اس کی وجہ سے مجھ پر رقت طاری ہوئی''

جب حضرت حصین رضی اللہ عنہ باہر جانے لگے تو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا ''اٹھو اور انہیں ان کے گھر تک پہنچا آؤ''

حضرت حصین رضی اللہ عنہ جونہی دروازے سے باہر آئے تو قریش نے دیکھتے ہی کہا یہ تو بے دین ہو گیا اور سارے قریش انہیں چھوڑ کر ادھر ادھر بکھر گئے۔(۱)

(۱) الاصابة (۱/ ۳۳۷)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن سن کر

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اے عبداللہ! قرآن پڑھو میں سنوں گا''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کروں حالانکہ آپ پر ہی قرآن نازل ہوا ہے؟''

حضور ﷺ نے فرمایا ''میرا دل چاہتا ہے کہ میں کسی دوسرے سے سنوں''

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھنا شروع کیا۔ فرماتے ہیں کہ جب میں سورۂ نساء کی اس آیت پر پہنچا:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (۱)

''اس وقت کیا حالت ہوگی جب ہم ہر امت میں ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے''

حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اب میں تلاوت روک دوں، میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (۲)

---

(۱) النساء: ٤١

(۲) صحیح، البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب البکاء عند قراءة القرآن، رقم: ٤٦٦٧، صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب فضل استماع القرآن وطلب القراءة من حافظه، رقم: ١٣٣٢، سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب ومن سورة النساء، رقم: ٢٩٥٠

Marfat.com

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرماتے ہوئے

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اے اسامہ! جنت کے راستے پر چلتے رہو، اس سے ہٹنے کی کوشش مت کرنا''

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''یارسول اللہ! جنت تک پہنچے کا سب سے مختصر راستہ کون سا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''گرمی کی تپتی دوپہر میں (روزہ کی وجہ سے) پیاسا رہنا اور اپنے آپ کو عورتوں کی (حرام) لذت سے بچا کر رکھنا۔ اے اسامہ! باقاعدگی سے روزے رکھو کیونکہ روزہ اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ وہ روزہ دار جو اللہ کے لئے کھانے اور پینے کو چھوڑے، اس کے منہ کی بدبو سے بہتر کوئی خوشبو اللہ کے نزدیک نہیں ہے۔ اگر تم سے ہو سکے کہ تمہیں اس حال میں موت آئے کہ تمہارا پیٹ بھوکا اور تمہارا جگر پیاسا ہو تو ایسا کر لینا کیونکہ اس طرح تمہیں آخرت کے اعلیٰ درجات حاصل ہوں گے اور انبیاء کا ساتھ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری روح سے خوش ہوگا اور تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا۔ اے اسامہ! اس بات سے بچ کر رہنا کہ کوئی بھوک کا شکار انسان قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں تم سے جھگڑ رہا ہو۔ اے اسامہ! ان لوگوں کی بددعا سے بچنا جنہوں نے اللہ کی خاطر گرم ہواؤں کے تھپیڑوں کو سہتے سہتے اپنے گوشت گال دیئے اور اپنے کھالیں جلا ڈالیں۔ انہوں نے اپنے جگروں کو اتنا پیاسا رکھا کہ ان کی آنکھیں بھی جاتی رہیں۔ جب اللہ تعالیٰ انہیں دیکھتا ہے تو

Marfat.com

فرشتوں کے سامنے ان پر فخر فرماتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے مصیبتیں اور زلزلے ٹالے جاتے ہیں''

یہ باتیں ارشاد فرما کر آپ ﷺ اتنا روئے کہ آپ کے سینہ مبارک سے آواز آنے لگی۔ سب لوگ بھی ڈر گئے اور سمجھے کہ ابھی کوئی حکم نازل ہو گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس امت کے ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو اللہ کی اطاعت کرنے والے کو تکلیف پہنچائیں گے، وہ اس کی تکذیب کریں گے اور اسے اس لئے قتل کریں گے کہ وہ انہیں اللہ کی اطاعت کی دعوت دیتا ہوگا''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! کیا لوگ اس وقت اسلام پر ہوں گے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں اس وقت وہ اسلام پر ہوں گے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''اسلام پر ہونے کے باوجود وہ اللہ کی اطاعت کرنے والے اور اس کی اطاعت کا حکم دینے والے سے کیسے لڑائی کریں گے؟''

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''اے عمر! اس وقت لوگ حق کے راستہ کو چھوڑ دیں گے۔ فاخرانہ سواریوں پر سوار ہوں گے، انتہائی قیمتی لباس زیب تن کریں گے، فارسی لڑکے ان کی خدمت پر مامور ہوں گے اور ایسے بن ٹھن کر رہیں گے جیسے عورتیں اپنا بناؤ سنگھار کرتی ہیں۔ ان کی عورتیں بے پردہ ہوں گی اور ان کا اندازِ زندگی بادشاہوں جیسا ہوگا۔ ان کا دین کسریٰ اور ہرمز کا دین ہوگا''(۱)

---

(۱) مسند الحارث (زوائد الهيثمي) (۱/ ٤٣٠.٤٣١)

Marfat.com

بارش کی دعا کرتے ہوئے

ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ جمعہ کی نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا ''یارسول اللہ! ہماری زمین قحط سالی کا شکار ہوگئی اور ہمارے مویشی ہلاک ہوگئے ہیں۔ ہمارے لئے بارش کی دعا فرمادیجئے۔ نبی پاک ﷺ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے۔ ابھی ہاتھ نیچے نہ کئے تھے کہ بارش شروع ہوگئی۔ اس موقع پر نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''ابو طالب کے کیا کہنے! انہوں نے کیا اچھی بات کی تھی، اگر وہ زندہ ہوتے تو آج ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتیں''

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! شاید آپ ان کے اس شعر کی وجہ سے یہ بات کہہ رہے ہیں:

وأبیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للأرامل

''وہ روشن چہرے والے ہیں ان کے چہرے کو وسیلہ بنا کر بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کے والی اور بیواؤں کا سہارا ہیں''

بعض روایات میں آتا ہے کہ اس دیہاتی نے کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا:

أتیناك والعذراء یدمی لبانها وقد شغلت أم الصبی عن الطفل

''ہم آپ کے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ بدحالی کی وجہ سے پردہ نشین عورتیں پردہ سے باہر نکل آئیں اور مائیں اپنے بچوں سے بے پرواہ ہوگئی ہیں''

اس نے اپنا قصیدہ اس شعر پر مکمل کیا:

ولیس لنا إلا إلیك فرارنا ولیس فرار الناس إلا إلی الرسل

''ہم آپ کے علاوہ اور کس کے پاس جائیں کہ لوگوں کے لئے رسولوں کے

Marfat.com

علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہوا کرتا"

اس پر نبی پاک ﷺ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔ پھر آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور یہ دعا کی:

((اللھم اسقنا غیثا مغیثا عذبا طیبا نافعا غیر ضار عاجلا غیر آجل))

"اے اللہ! ہمیں ایسی بارش عطا فرما جو برسنے والی ہو، سیراب کرنے والی ہو، اس کا پانی شیریں ہو، وہ پاکیزہ اور فائدہ مند ہو، نقصان سے پاک ہو، جلدی برسے اس کے برسنے میں دیر نہ لگے"

ابھی آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سینے تک نہ پہنچائے تھے کہ آسمان سے بارش برسنے لگی۔(۱)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الذاریات میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿فَفِرُّوْا إِلَى اللّٰهِ﴾(۲)

"پس تم دوڑو اللہ کی طرف"

اس لئے اس شاعر نے نبی پاک ﷺ کی موجودگی میں یہ جو شعر کہا ہے:

ولیس لنا إلا إلیك فرارنا　　　ولیس فرار الناس إلا إلی الرسل

"ہم آپ کے علاوہ اور کس کے پاس جائیں کہ لوگوں کے لئے رسولوں کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہوا کرتا"

اس کا معنی یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے بارش کے برسنے کی سفارش کرسکتے ہیں۔ یہ معنی نہیں کہ انبیاء خود بارش برسانے کے مختار ہیں۔

---

(۱) بدائع الصنائع (۱/۲۸۳)

(۲) الذاریات: ۵۰

Marfat.com

حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضور ﷺ کے آنسو

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایسے وقت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس وقت وہ نہ آئے کرتے تھے۔ نبی پاک ﷺ نے ان سے فرمایا ''جبرئیل! کیا بات ہے؟ آج میں تمہارے رنگ کو بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں''

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ''آج اللہ تعالیٰ نے جہنم کو کھولنے کا حکم دیا تھا''

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے جبرئیل! میرے سامنے جہنم کا منظر بیان کرو''

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:

''اللہ تعالیٰ نے جہنم کو ایک ہزار سال تک جلایا تو وہ سفید ہوگئی، پھر اسے مزید ایک سال تک جلایا تو وہ سرخ ہوگئی، پھر اسے ایک ہزار سال تک جلایا تو وہ سیاہ ہوگئی ہے۔ اب وہ انتہائی سیاہ اور تاریک ہے۔ اس کی آگ سے روشنی نہیں ہوتی اور اس کا شعلہ بجھنے کا نام نہیں لیتا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر جہنم میں ایک سوئی کے ناکے کے برابر بھی سوراخ کر دیا جائے تو زمین پر موجود تمام لوگ مرجائیں گے۔ اور اگر جہنم کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا زمین و آسمان کے درمیان معلق کر دیا جائے تو زمین پر موجود تمام لوگ اس کی تپش کی وجہ سے ہلاک ہوجائیں گے۔ اگر جہنم کا کوئی داروغہ دنیا والوں کے سامنے آشکارا کر دیا جائے تو اس کے چہرے کی بدشکلی اور بدبو کی وجہ سے دنیا میں موجود تمام لوگ مرجائیں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اگر جہنم کی زنجیروں میں سے کسی زنجیر کی ایک کڑی، جس کا اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

قرآن مجید میں بھی ذکر کیا ہے، اگر دنیا کے پہاڑوں پر ڈال دی جائے تو اس کے بوجھ کی وجہ سے وہ پہاڑ دھنستے دھنستے زمین کی تہہ تک پہنچ جائیں''

یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''اے جبرئیل! بس کرو، کہیں میرا دل ہی نہ پھٹ جائے''

نبی پاک ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو وہ رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا ''اے جبرئیل! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا شاندار مقام عطا کیا ہے اس کے باوجود بھی تم رو رہے ہو!''

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ''میں کیوں نہ روؤں حالانکہ مجھے تو زیادہ رونا چاہیے، کہیں اللہ تعالیٰ کے علم میں میری ظاہری حالت اور مرتبے کے برعکس میرا کوئی دوسرا انجام نہ ہو، اور کہیں ابلیس کی طرح مجھے بھی راندۂ درگاہ نہ کر دیا جائے، کیونکہ وہ بھی تو فرشتوں کے ساتھ رہتا تھا۔ اور کہیں ہاروت اور ماروت کی طرح مجھے بھی مبتلائے آزمائش نہ کر دیا جائے۔

ان کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ رو دیئے۔ جبرئیل علیہ السلام بھی رونے لگے۔ دونوں رو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان کیا گیا:

''اے جبرئیل! اے محمد! اللہ تعالیٰ نے تمہیں معصیت سے محفوظ فرما دیا ہے''

حضرت جبرئیل علیہ السلام واپس تشریف لے گئے اور نبی پاک ﷺ باہر تشریف لائے، آپ انصار کی ایک جماعت کے پاس سے گذرے جو ہنسی وکھیل میں مشغول تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے تمہاری ہنسی پر تعجب ہے، حالانکہ تمہیں جہنم پر سے گذرنا ہے، اگر تم بھی وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تمہارا ہنسا تھوڑا اور تمہارا رونا زیادہ ہو جائے۔ تم کھانا پینا چھوڑ دو اور پہاڑوں کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کو منانے کی فکر تم پر سوار ہو جائے''

اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا:

Marfat.com

اے محمد! میرے بندوں کو ناامیدی میں مبتلا مت کیجئے، ہم نے آپ کو آسانیاں پیدا کرنے والا بنایا ہے، مشکل میں ڈالنے والا نہیں بنایا"

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا:

"سیدھے راستے پر چلتے رہو اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو"(۱)

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ میرے گھر میں نبی پاک ﷺ کے سامنے کھیل رہے تھے۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے محمد! آپ کی امت آپ کے بعد آپ کے اس بچے کو قتل کرے گی" انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ رونے لگے اور انہیں اپنے سینے سے لگا لیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ اس موقع پر نبی پاک ﷺ نے مجھے تھوڑی سی مٹی دی اور مجھ سے فرمایا "اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون بن جائے تو تم سمجھ لینا کہ میرا یہ بچہ قتل ہو گیا ہے"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا نے اس مٹی کو ایک شیشی میں رکھ لیا اور وہ روزانہ اسے دیکھا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں:

"تجھے ایک دن خون بننا ہے اور وہ دن بہت پرخطر ہوگا"(۲)

(۱) المعجم الأوسط (۹۱،۹۰،۸۹/۳)

(۲) المعجم الكبير (۱۰۸/۳)

Marfat.com

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی زخمی آنکھ

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی نے حضور ﷺ کو ہدیہ میں کمان دی جو جنگ احد کے دن حضور ﷺ نے مجھے عطا فرمائی۔ میں حضور ﷺ کے سامنے کھڑا ہو کر اس سے تیر چلاتا رہا، یہاں تک کہ اس کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا، پھر میں حضور ﷺ کے چہرے کے سامنے اسی جگہ کھڑا رہا اور آنے والے تیروں کو اپنے چہرے پر لیتا رہا۔ جب بھی کوئی تیر حضور ﷺ کے چہرے کی طرف آتا میں حضور ﷺ کے چہرے کو بچانے کے لئے اپنا چہرہ اور سر اس کے آگے کر دیتا اور یہ سب کچھ میں بغیر تیر چلائے کر رہا تھا (کیونکہ کمان تو ٹوٹ چکی تھی) آخری تیر مجھے اس طرح لگا کہ میری آنکھ نکل کر میرے رخسار پر گر گئی۔ پھر مشرکوں کا لشکر بکھر گیا۔ پھر میں اپنی آنکھ ہتھیلی میں پکڑ کر دوڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں گیا۔ جب حضور ﷺ نے میری آنکھ کو دیکھا تو حضور ﷺ کی دونوں آنکھوں میں آنسو آ گئے، پھر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

"اے اللہ! قتادہ نے اپنے چہرے کو تیرے نبی کے سامنے رکھا تھا (جس کی وجہ سے اس کی آنکھ باہر نکل آئی ہے) اب اس کی اس آنکھ کو دونوں آنکھوں میں سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ تیز نظر والی بنا دے"

پھر حضور ﷺ نے وہ آنکھ اپنے ہاتھ سے اندر رکھ دی، چنانچہ وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ تیز نظر والی ہو گئی تھی۔ (۱)

(۱) دلائل النبوة، ص: ۱۷٤، طبقات ابن سعد (۳/۴۵۳)

Marfat.com

''اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جا!''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک آپ ﷺ مسکرائے اور اتنا مسکرائے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کس بات پر مسکرائے ہیں؟''

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن دو آدمی اللہ رب العزت کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے، ان میں سے ایک آدمی کہے گا ''اے میرے رب! مجھے میرے بھائی سے ظلم کا بدلہ دلوا دیجئے'' اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے ''اپنے بھائی پر کئے ہوئے ظلم کا بدلہ اسے ادا کرو'' وہ کہے گا ''میری تو کوئی بھی نیکی باقی نہیں بچی، میں اسے کیا دے سکتا ہوں؟'' پھر دوسرا شخص بولے گا ''اے اللہ! میرے گناہ اس کے نامۂ اعمال میں ڈال کر مجھے بدلہ عطا فرمایئے''

یہ بات فرما کر نبی پاک ﷺ رو دیئے اور فرمایا ''یہ بہت ہولناک دن ہوگا، جب لوگ تلاش میں ہوں گے کہ کوئی ان کے بوجھ کو اٹھالے'' آپ ﷺ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

''پھر اللہ بدلہ کے طالب سے کہیں گے ''اپنی نظر اٹھا اور جنت کی طرف دیکھ!'' وہ اپنا سر اٹھائے گا اور کہے گا ''اے میرے رب! میں چاندی کے بنے ہوئے شہر اور سونے کے بنے ہوئے محلات دیکھ رہا ہوں جنہیں موتیوں سے آراستہ کیا گیا ہے، یہ کسی نبی کے لئے، کسی صدیق کے لئے یا کسی شہید کے لئے ہیں کیا؟''

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ''یہ اس کے لئے ہیں جو ان کی قیمت ادا کرے''

وہ کہے گا ''اے میرے رب! ان کی قیمت کون ادا کر سکتا ہے؟''

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ''تو بھی ان کی قیمت ادا کرسکتا ہے''
وہ کہے گا ''اے میرے رب! ان کی قیمت کیا ہے''
اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ''ان کی قیمت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کو معاف کردے''
وہ کہے گا ''اے میرے رب! میں نے اپنے بھائی کو معاف کردیا''
پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ''اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور تم دونوں جنت میں داخل ہوجاؤ''
یہ حدیث بیان کرکے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فاتقوا اللّٰہ و أصلحوا ذات بینکم فإن اللہ تعالیٰ یصلح بین المؤمنین یوم القیامۃ))

''اللہ سے ڈرو، اور ایک دوسرے سے صلح کرلو، ورنہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اہلِ ایمان کے درمیان صلح کرائے گا''(۱)

حضور ﷺ کا فجر کی نماز میں رونا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ رات گذارا کرتے تھے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دے کر حضور ﷺ کو بلایا کرتے، پھر حضور ﷺ غسل فرماتے، اب بھی مجھے حضور ﷺ کے رخسار اور بالوں سے پانی گرتا ہوا نظر آرہا ہے۔ پھر حضور ﷺ مسجد کی طرف تشریف لے جاتے اور نماز پڑھاتے۔ میں حضور ﷺ کے رونے کی آواز سنا کرتی تھی۔(۲)

(۱) إحیاء علوم الدین (۲/۴۵)، سبل الهدی والرشاد (۷/۱۲۳)، تفسیر ابن کثیر (۲/۲۸۶)
(۲) حیلة الصحابة (۳/۱۵۸)، قال الکاندهلوی أخرجه أبو یعلیٰ قال الهیثمی (۲/۸۹) رجاله رجال الصحیح

Marfat.com

قدریہ کے انجام پر

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قدریہ کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''وہ اس امت کے زندیق ہیں، ان کے زمانے میں بادشاہ ظالم، متکبر اور سرکش ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ طاعون کی بیماری بھیجیں گے، جس میں اکثر لوگ مرجائیں گے، پھر زمین کا دھنسا ہوگا۔ کم ہی لوگ ہوں گے جو اس سے بچیں گے، ان دنوں مومن کی خوشی کم اور غم زیادہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کے چہرے مسخ فرما کر بندر اور خنزیر بنادیں گے اور پھر اس کے بعد دجال نکلے گا''

حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے روئے کہ ہم بھی ساتھ رونے لگے، ہم نے عرض کیا ''یارسول اللہ! آپ کیوں روئے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ان لوگوں پر ترس آ گیا کیونکہ ان میں بعض ایسے ہوں گے جو میانہ روی اختیار کریں گے اور بعض ایسے ہوں گے جو بہت زیادہ محنت کریں گے'' (۱)

---

(۱) المعجم الکبیر (۴/ ۲۴۵)

Marfat.com

تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے!

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''یارسول اللہ! میرے والد صاحب میرا مال لینا چاہتے ہیں'' نبی پاک ﷺ نے ان کے والد کو بلوایا اور ان سے پوچھا ''تمہارے بیٹے کا یہ خیال ہے کہ تم ان کا مال حاصل کرنا چاہتے ہو، کیا واقعی یہ بات ہے؟''

انہوں نے عرض کیا ''آپ اس سے یہ پوچھئے کہ کیا میرے کوئی بھائی یا رشتہ دار ہیں جو میری کفالت کرسکیں یا میرے پاس اتنا مال ہے کہ میں اپنی ضروریات پوری کرسکوں''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی یہی بات چیت چل رہی تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا ''یارسول اللہ! ان بڑے میاں نے ابھی اپنے دل میں کچھ اشعار کہے ہیں'' چنانچہ حضور ﷺ نے ان سے کہا ''آپ نے اپنے دل میں ابھی جو اشعار کہے ہیں وہ ہمیں بھی سنا دیجئے تاکہ آپ کی بات پر ہماری بصیرت اور یقین میں اضافہ ہوجائے'' ان بڑے میاں نے یہ اشعار پڑھ کر سنائے:

غذوتك مولودا ومنتك يافعا — تعل بما أحنى عليك وتنهل
إذا ليلة ضافتك بالسقم لم أبت — لسقمك إلا ساهرا أتململ
تخاف الردى نفسي عليك وإنها — لتعلم أن الموت حتم مؤكل
كأني أنا المطروق دونك بالذي — طرقت به دوني فعيني تهمل
فلما بلغت السن والغاية التي — إليها مدى ما فيك كنت أؤمل
جعلت جزائي غلظة وفظاظة — كأنك أنت المنعم المتفضل
فليتك إذ لم ترع حق أبوتي — فعلت كما الجار المجاور يفعل

''جب تو چھوٹا سا بچہ تھا تو میں تیرے کھانے پینے کا بندوبست کیا کرتا تھا۔ پھر

Marfat.com

تو میرے شفقت اور تربیت کے سائے میں پرورش پاتا رہا۔ ایک رات تو بیمار ہو گیا تھا میں نے وہ ساری رات جاگتے ہوئے اور تیرے لئے تڑپتے ہوئے گذار دی۔ میرا دل ہر وقت اس خوف میں مبتلا رہتا تھا کہ کہیں تجھے کچھ ہو نہ جائے، حالانکہ وہ جانتا بھی تھا کہ موت نے یقیناً آ کے رہنا ہے۔ میں نے اپنی زندگی کا ایک ہی مقصد بنا رکھا تھا اور وہ یہ کہ میں نے تیری نگرانی اور حفاظت کرنی ہے، جب تو جوان ہو گیا اور تنا آور شجر بن گیا اور تو اس قابل ہو گیا کہ میری عرصہ دراز کی امیدوں کو پورا کر سکے تو تو نے مجھے بدلہ میں سوائے ترش روئی اور سختی کے کچھ دیا، تو نے مجھ سے یوں روگردانی کی جیسے تجھے حاصل یہ نعمتیں ہمیشہ سے تیرے پاس ہیں اور تو ان کمالات کو لے کر پیدا ہوا ہے۔ اگر تو میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں کر سکتا تو کم از کم میرا ساتھ ویسا معاملہ ہی کر لے جیسا معاملہ پڑوسی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔"

ان کے یہ اشعار سن کر نبی پاک ﷺ آبدیدہ ہو گئے اور پھر ان کے بیٹے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

((اذهب فأنت ومالك لأبيك))

"جاؤ تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے" (۱)

(۱) نصب الراية (۳/۳۳۸)

Marfat.com

پتھروں اور مٹی کے ڈھیلوں کا رونا

ایک مرتبہ ایک آدمی نے آ کر حضور ﷺ سے شکایت کی کہ میرے والد میرا مال لے لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے والد کو بلایا تو وہ ایک بوڑھے میاں تھے جو لاٹھی کے سہارے چل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے بیٹے کی شکایت کا تذکرہ کیا تو وہ کہنے لگے:

''پہلے یہ کمزور تھا اور میں طاقت ور تھا، یہ نادار تھا اور میں مالدار تھا، اس وقت میں نے کبھی اسے اپنے مال سے منع نہیں کیا۔ اب میں کمزور ہوں اور یہ طاقت ور ہے، میں نادار ہوں اور یہ مالدار ہے، اب یہ مجھے اپنے مال سے منع کر رہا ہے''

ان کی یہ بات سن کر حضور ﷺ رونے لگے اور آپ نے فرمایا ''جس کسی پتھر یا مٹی کے ڈھیلے نے ان کی بات سنی وہ بھی رو رہا ہے'' پھر آپ نے ان کے بیٹے سے فرمایا:

((أنت ومالك لأبيك))

''تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے''(۱)

---

(۱) إعانة الطالبين (۴/۲۷۹)

Marfat.com

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیماری پر

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کسی کام سے نکلا تو میں نے حضور ﷺ کو ایک جگہ کھڑے ہوئے دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا ''اے عمران! فاطمہ بیمار ہیں، کیا آپ میرے ساتھ ان کی عیادت کو جائیں گے؟''

میں نے عرض کیا ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اس سے بڑا اعزاز میرے لئے اور کیا ہوسکتا ہے''

ہم چل پڑے، جب ان کے دروازے پر پہنچے تو حضور ﷺ نے فرمایا ''السّلام علیکم، کیا میں اندر آجاؤ''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ''وعلیکم السلام، اندر تشریف لے آیئے''

حضور ﷺ نے فرمایا ''میرے ساتھ کوئی ہے، کیا وہ بھی اندر آجائے''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میرے پاس کوئی چادر نہیں ہے''

حضور ﷺ نے اپنی چادر اندر پھینکی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چادر اوڑھ کر ہمیں اندر آنے کی اجازت دے دی۔ نبی پاک ﷺ ان کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ نبی پاک ﷺ نے ان سے فرمایا ''اے میری بیٹی! اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟''

انہوں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! بہت درد محسوس ہو رہا ہے اور میرے درد میں اس بات سے بہت اضافہ ہوگیا ہے کہ میرے پاس کھانے کو کوئی چیز نہیں''

یہ سن کر حضور اکرم ﷺ رونے لگے، آپ کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں، میں بھی ان دونوں کے ساتھ رونے لگا۔ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا ''اے

Marfat.com

میری بیٹی! صبر کر''

پھر آپ نے فرمایا ''کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ جنت میں تم سارے جہان کی عورتوں کی سردار ہو گی''

انہوں نے عرض کیا ''سارے جہان کی عورتوں کی سردار مریم بنت عمران نہیں''

آپ ﷺ نے فرمایا ''اے میری بیٹی! وہ تو اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''تمہارے شوہر دنیا میں بھی سردار ہیں اور آخرت میں بھی سردار ہوں گے اور ان سے دشمنی رکھنے والا منافق ہی ہو سکتا ہے''(۱)

(۱) جزء فضائل فاطمة (۱/ ۲٤)

Marfat.com

منبر پر حضور ﷺ کا رونا

حضرت معاذ بن رفاعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور رونے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا:

''نبی پاک ﷺ اسی طرح منبر پر جلوہ افروز ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا تھا:

((سلوا الله العفو والعافية فإن أحدا لم يعط بعد اليقين خيرا من العافية))

''اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کو طلب کرو، اس لئے کہ کسی شخص کو یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت عطا نہیں کی گئی''(۱)

مسند احمد کی ایک روایت میں اس موقع پر نبی پاک ﷺ کا یہ خطبہ نقل کیا گیا ہے:

((عليكم بالصدق فإنه مع البر وهما فى الجنة وإياكم والكذب فإنه مع الفجور وهما فى النار وسلوا الله المعافاة فإنه لم يؤت رجل بعد اليقين شيئا خيرا من المعافاة، لا تقاطعوا ولا تدابروا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وكونوا عباد الله إخوانا))

''ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچ نیکی کا ساتھی ہے اور یہ دونوں جنت میں لے جائیں گے۔ ہمیشہ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ گناہ کا ساتھی ہے اور یہ دونوں جہنم میں لے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو کیونکہ یقین کے بعد عافیت سے بڑی نعمت کوئی نہیں۔ ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرو۔ ایک دوسرے سے

(۱) سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فى دعا النبى صلى الله عليه وسلم، رقم: ۳٤۸۱، مسند أحمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، رقم: ٦

منہ پھیرو۔ ایک دوسرے پر غصہ کا اظہار نہ کرو۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ''(۱)

طواف کے دوران

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ مسجد حرام کے دروازے کے پاس تشریف لائے، آپ نے اپنی سواری کو وہاں کھڑا کیا اور مسجد میں تشریف لے گئے۔ سب سے پہلے آپ حجرِ اسود کی طرف تشریف لے گئے اور آپ نے حجرِ اسود کا بوسہ لیا۔ پھر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر طواف کے سات چکروں میں سے پہلے تین چکروں میں آپ نے رمل (۲) فرمایا اور چار چکروں میں طبعی چال کے ساتھ طواف فرمایا۔ جب آپ طواف سے فارغ ہو گئے تو پھر آپ نے حجر اسود کا بوسہ لیا، اپنے ہاتھوں کو اس پر رکھا اور پھر ہاتھوں کو چہرہ پر پھیر لیا۔(۳)

---

(۱) مسند أحمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، رقم:۱۷

(۲) رمل سے مراد ایسی چال چلنا جس میں کندھوں اور اکڑایا جائے اور چھاتی کو پھلایا جائے۔ اس عمل کا مقصد مشرکین پر رعب ڈالنا تھا۔

(۳) صحیح ابن خزیمة، رقم:۲۵۰۷ (۱۰/۱٤)، سنن البیهقی الکبری، رقم:۹۰۰۳ (٥/٧٤)، المستدرك للحاكم، رقم:١٦٢٤ (٤/٢١٦)

Marfat.com

حضور ﷺ کا نماز میں رونا

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نماز پڑھ رہے تھے اور نماز میں رو رہے تھے، رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ مبارک سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے ہنڈیا کے ابلنے کی آواز ہوتی ہے۔(۱)

حجرِ اسود کا بوسہ اور حضور ﷺ کے آنسو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ حجرِ اسود کے پاس تشریف لائے، آپ نے حجرِ اسود کا استلام فرمایا پھر اپنے ہونٹ مبارک حجرِ اسود پر رکھے، پھر کافی دیر تک آپ روتے رہے۔ پھر نبی پاک ﷺ پیچھے متوجہ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رو رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا:

((یا عمر! ها هنا تسکب العبرات))

''اے عمر! یہی وہ جگہ ہے جہاں آنسو بہنے چاہئیں''(۲)

(۱) سنن النسائی، کتاب السهو، باب البکاء فی الصلاة، رقم:۱۱۹۹، مسند أحمد، أول مسند المدنیین، رقم:۱۵۷۲۲

(۲) صحیح ابن خزیمة(۴/۲۱۲)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر زیادہ رحم کرنے والا ہے

ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں سے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ گذر رہے تھے کہ راستہ میں ایک عورت ملی اور اس نے انتہائی اصرار کیا کہ وہ سب حضرات میرے گھر میں تشریف لائیں۔ سب اس کے گھر داخل ہوئے تو وہاں آگ جل رہی تھی اور اس عورت کے بچے اس آگ کے اردگرد کھیل رہے تھے۔ اس عورت نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا ''اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر زیادہ رحم کرنے والا ہے یا میں اپنی اولاد پر زیادہ رحیم ہوں''

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ تجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، وہ ارحم الراحمین ہے''

اس عورت نے عرض کیا ''آپ کے خیال میں کیا میں اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہوں''

آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں تم ایسا نہیں کرسکتیں''

اس پر اس عورت نے کہا ''تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آگ میں کیسے ڈالے گا حالانکہ وہ اپنے بندوں پر زیادہ رحم کرنے والا ہے''

اس عورت کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ رونے لگے اور آپ نے فرمایا ''میرے طرف بھی اسی بات کی وحی کی گئی ہے''

آپ ﷺ کے اس فرمان کا منشاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو ان کے ایمان کی وجہ سے جہنم سے نکال دے گا۔ خواہ کسی کا ایمان رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ (۱)

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی روایت منقول ہے، جس

---

(۱) التعریفات (۱/۱۲٤)

Marfat.com

کے مطابق یہ واقعہ ایک غزوہ کے موقع پر پیش آیا۔ نیز اس کے آخر میں نبی پاک ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے:

"اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے صرف اس شخص کو عذاب دے گا جو سرکشی کرنے والا اور تکبر کرنے والا ہو۔ نیز اللہ اس شخص کو عذاب دے گا جو لا الہ الا اللہ کا انکار کرے"(۱).

(۱) سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب مايرجى من رحمة الله يوم القيامة، رقم:٤٢٧٨

Marfat.com

حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی تکلیف پر

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بنی المصطلق میں جس کو غزوہ مریسیع بھی کہا جاتا ہے سن ۲ ہجری میں تشریف لے گئے تو امہات المومنین میں سے حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ جس پر ان کا ہودج (پردہ دار شغدف) ہوتا تھا اور چونکہ اس وقت پردہ کے احکام نازل ہو چکے تھے تو معمول یہ تھا کہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہودج میں سوار ہو جاتیں پھر لوگ اس ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے تھے۔ غزوہ سے فراغت اور مدینہ طیبہ کی طرف واپسی میں ایک روز یہ قصہ پیش آیا کہ ایک منزل میں قافلہ ٹھہرا آخر شب میں کوچ سے پہلے اعلان کیا گیا کہ قافلہ روانہ ہونے والا ہے تاکہ لوگ اپنی اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر تیار ہو جائیں۔

حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قضاء حاجت کی ضرورت تھی اس سے فراغت کے لئے جنگل کی طرف چلی گئیں وہاں اتفاق سے ان کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اس کی تلاش میں ان کو دیر لگ گئی۔

جب واپس اپنی جگہ پہنچیں تو دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے ان کے اونٹ کا قصہ یہ ہوا کہ جب کوچ ہونے لگا تو عادت کے مطابق حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج یہ سمجھ کر اونٹ پر سوار کر دیا گیا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اس میں موجود ہیں اٹھاتے وقت بھی کچھ شبہ اس لئے نہ ہوا کہ اس وقت حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کم اور بدن نحیف تھا کسی کو یہ اندازہ ہی نہ ہوا کہ ہودج خالی ہے چنانچہ اونٹ کو ہانک دیا گیا۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی جگہ واپس آ کر قافلہ کو نہ پایا تو بڑی دانشمندی اور وقار واستقلال سے کام لیا کہ قافلہ کے پیچھے دوڑنے یا ادھر اُدھر تلاش کرنے کے بجائے اپنی جگہ چادر اوڑھ کر بیٹھ گئیں اور خیال کیا کہ جب آنحضرت ﷺ اور رفقاء کو یہ معلوم ہوگا کہ میں

Marfat.com

ہودج میں نہیں ہوں تو مجھے تلاش کرنے کے لئے یہاں پہنچیں گے، اگر میں ادھر اُدھر کہیں اور گئی تو ان کو تلاش میں مشکل ہوگی اس لئے اپنی جگہ پر چادر میں لپٹ کر بیٹھی رہیں۔ آخر رات کا وقت تھا نیند کا غلبہ ہوا وہیں لیٹ کر آنکھ لگ گئی۔

دوسری طرف قدرت نے یہ سامان کیا کہ حضرت صفوان بن معطل صحابی رضی اللہ عنہ جن کو آنحضرت ﷺ نے اسی خدمت کے لئے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ قافلہ کے پیچھے رہیں اور قافلہ روانہ ہونے کے بعد گری پڑی کوئی چیز رہ گئی ہو تو اس کو اٹھا کر محفوظ کر لیں۔ وہ صبح کے وقت اس جگہ پہنچے، ابھی روشنی پوری نہ تھی اتنا دیکھا کہ کوئی آدمی پڑا سو رہا ہے۔ قریب آئے تو حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہچان لیا کیونکہ انہوں نے پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے ان کو دیکھا تھا۔ پہچاننے کے بعد انتہائی افسوس کے ساتھ ان کی زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون نکلا، یہ کلمہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کان میں پڑا تو آنکھ کھل گئی اور چہرہ ڈھانپ لیا۔

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ قریب لا کر بٹھا دیا۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہوگئیں اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیادہ چلنے لگے یہاں تک کہ قافلہ میں مل گئے۔

عبداللہ بن ابی بڑا خبیث منافق اور رسول اللہ ﷺ کا دشمن تھا اس کو ایک بات ہاتھ لگ گئی اور کم بخت نے واہی تباہی بکنا شروع کیا اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی سنی سنائی اس کا تذکرہ کرنے لگے۔ جیسے حضرت حسّان و حضرت مسطح رضی اللہ عنہم مردوں میں سے اور حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سے۔

جب اس منافق کے بہتان کا چرچا ہوا تو خود رسول اللہ ﷺ کو اس سے سخت صدمہ پہنچا۔ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو انتہائی صدمہ پہنچنا ظاہری ہے عام مسلمانوں کو بھی اس سے سخت رنج و افسوس ہوا۔ ایک مہینہ تک یہی قصہ چلتا رہا۔

آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور بہتان باندھنے یا اس میں شریک ہونے والوں کی مذمت میں قرآن مجید کی آیات نازل فرمائیں۔ قرآنی ضابطہ کے مطابق تہمت لگانے والوں سے شہادت کا مطالبہ کیا گیا وہ تو ایک بالکل ہی بے بنیاد خبر تھی گواہ

Marfat.com

کہاں سے آتے ۔(۱)

چند سادہ لوح مسلمانوں میں چونکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے، اس لئے اس موقع پر حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میری براءت نازل فرمائی تو میں حسان بن ثابت کو اپنی تلوار ماروں گا۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت صفوان کی براءت نازل فرمائی تو انہوں نے اپنے تلوار سے وار کر کے حضرت حسان کا کندھا زخمی کر دیا۔ اس پر حضرت حسان کی قوم کے لوگ حضرت صفوان کو پکڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں لائے اور قصاص کا مطالبہ کیا۔

حضور ﷺ نے قصاص لینے کی اجازت تو دے دی لیکن جب انہیں لے جانے لگے تو آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے۔ لوگوں نے جب آپ ﷺ کے آنسوؤں کو دیکھا تو انہیں چھوڑ دیا۔

پھر حضور ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا ''یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں'' پھر آپ ﷺ نے انہیں ان کے زخم کا تاوان عطا فرمایا۔ (۲)

---

(۱) معارف القرآن (۳۶۴/۶)

(۲) المنتظم (۳۳۰/۵)

Marfat.com

قریش کا حضور ﷺ کو دعوت حق سے روکنا

مشہور مؤرخ ابن اسحاق فرماتے ہیں:
جب نبی پاک ﷺ نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے شروع شروع میں آپ ﷺ کی اتنی زیادہ مخالفت نہ کی۔ لیکن جب آپ نے ان کے معبودوں کے خلاف دعوت شروع کی تو وہ آپ کے خلاف جمع ہو گئے۔ مشرکین کے کچھ سردار جیسے عتبہ، شیبہ اور ابوجہل ابوطالب کے پاس آئے اور ان سے کہا:

"آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے اور ہمارے دین کو معیوب بتاتا ہے، وہ ہمیں بے وقوف اور ہمارے آباء واجداد کو گمراہ کہتا ہے۔ تم اُسے ان باتوں سے روکو یا پھر ہمارے راستہ میں نہ آنا ہم خود اس سے نمٹ لیں گے"

ابوطالب نے ان سے نرمی کے ساتھ بات کی اور انہیں اچھے انداز میں واپس بھیج دیا۔ جبکہ دوسری جانب نبی پاک ﷺ اپنی دعوتِ حق کو پھیلانے اور حکم الٰہی کی تکمیل میں مصروف رہے۔ اس طرح اہلِ ایمان اور اہلِ شرک کے درمیان دوریاں بڑھتی چلی گئیں، قریش حضور ﷺ کے خلاف سازشوں میں مصروف ہو گئے اور ایک دوسرے کو آپ کے خلاف بھڑکانے لگے۔ کچھ قریشی سردار دوبارہ ابوطالب کے پاس آئے اور ان سے کہا:

"آپ ہمارے نزدیک ایک معتبر اور اہم مقام کے حامل ہیں۔ ہم نے آپ سے کہا تھا کہ اپنے بھتیجے کو روک لیں۔ لیکن آپ نے اسے منع نہیں کیا، واللہ! ہم اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی ہمارے آباء واجداد کو برا بھلا کہے، ہمیں بے وقوف قرار دے اور ہمارے معبودوں کے بارے میں نازیبا کلمات کہے۔ ہم یا تو اسے روکیں گے یا تم سے اور تمہارے بھتیجے سے جنگ کریں

Marfat.com

گے، یہاں تک کہ دونوں فریقوں میں سے ایک ہلاک ہو جائے“

یہ کہہ کر وہ لوگ چلے گئے۔ ابو طالب کو اپنی قوم کی جدائی اور دشمنی بڑی شاق محسوس ہوئی۔ وہ نہ نبی پاک ﷺ کو چھوڑنا چاہتے تھے اور نہ انہیں دعوت سے روکنا چاہتے تھے، بہرحال انہوں نے اتنی بات کہی کہ اے بھتیجے! میری قوم کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے فلاں فلاں بات کہی ہے۔ اپنا اور میرا خیال کرو اور مجھے اس کام پر مجبور مت کرو جس کی میں طاقت نہیں رکھتا۔

ان کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ نے محسوس کیا کہ شاید چچا بھی ساتھ چھوڑ رہے ہیں اور ان کی مدد نہیں کر سکتے۔ اس پر نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((والله يا عماه! لو وضعوا الشمس في يميني والقمر في يساري على أن أترك هذا الأمر حتى يظهره أو أهلك فيه ما تركته))

”چچا جان! خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج رکھ دیں اور مجھ سے یہ مطالبہ کریں کہ میں اس دعوت کو چھوڑ دوں تو میں اسے نہیں چھوڑوں گا، یہاں تک یا تو میں ہلاک ہو جاؤں یا پھر اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب فرما دے“

یہ بات فرما کر رسول اللہ ﷺ رونے لگے اور اٹھ گئے۔ جب آپ جانے لگے تو ابو طالب نے پکار کر آپ ﷺ کو بلایا اور کہا ”اے بھتیجے! تم اپنی دعوت میں مصروف رہو کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا“ (۱)

---

(۱) المنتظم (۲/۳۶۸)

Marfat.com

اونٹ کا حضور ﷺ سے شکایت کرنا

حضرت غنیم بن اوس رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور گھبراہٹ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے اونٹ! پرسکون ہوجا، اگر تو سچا ہے تو تجھے سچ کا صلہ ملے گا اور اگر تو جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس اونٹ کو امان دی جو ہمارے پاس امان لینے آئے، اور جو ہمارے پاس امان لے لے اسے کوئی خوف نہیں ہے''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یارسول اللہ! یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''اس کے مالک اسے ذبح کرنا چاہتے تھے لیکن یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا ہے اور تمہارے نبی سے مدد مانگ رہا ہے''

اس دوران اس کا مالک اسے تلاش کرتے ہوئے ادھر آنکلے، انہیں دیکھ کر اونٹ حضور ﷺ کے اور زیادہ قریب ہوگیا۔ انہوں نے عرض کیا ''یہ ہمارا اونٹ ہے، جو تین دن سے ہم سے بھاگا ہوا ہے اور ہم نے اسے آپ کے سامنے پایا ہے''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یہ تمہاری سخت شکایت کر رہا ہے''

انہوں نے کہا ''یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ کہتا ہے کہ اس نے تمہارے اونٹوں میں امن وامان سے پرورش پائی ہے اور تم گرمی کے موسم میں گھاس کی جگہ تک اس پر سواری کرتے رہے ہو اور جب موسم سرما آتا تو تم گرم جگہ کی طرف کوچ کر جاتے تھے''

انہوں نے کہا ''یارسول اللہ! ایسے ہی ہوتا رہا ہے جیسے یہ کہہ رہا ہے''

آپ ﷺ نے فرمایا ''اچھے غلام کو اپنے مالکوں سے کیا صلہ ملا؟''

Marfat.com

انہوں نے کہا ''یارسول اللہ! ہم نہ اسے فروخت کریں گے اور نہ ذبح کریں گے''

آپ نے فرمایا ''اس نے مدد مانگی تو تم نے اس کی مدد نہ کی اور میں تمہارے مقابلہ میں رحم کرنے کا زیادہ حق دار ہوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے دلوں سے رحم کو نکال دیا اور اسے اہل ایمان کے دلوں میں جاگزیں فرمادیا ہے''

پھر آپ نے ایک سو درہم کے عوض وہ اونٹ خرید لیا۔ پھر فرمایا اے اونٹ! چلا جا تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد ہے۔

یہ سن کر وہ اونٹ رسول اکرم ﷺ کے سر کے پاس بلبلایا تو آپ نے آمین کہا۔ پھر دوسری بار بلبلایا تو آپ نے پھر آمین کہا۔ وہ تیسری بار بلبلایا تو آپ نے پھر آمین کہا، وہ چوتھی مرتبہ بلبلایا تو آپ ﷺ رو دیئے۔

ہم نے عرض کیا ''یارسول اللہ! یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟''

آپ نے فرمایا ''اس نے مجھے دعا دیتے ہوئے کہا ''اے نبی! اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور قرآن کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے'' میں نے کہا ''آمین'' پھر اس نے دعا دی اور کہا ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ کی امت سے خوف کو اس طرح دور کر دے جس طرح آپ نے آج مجھ سے خوف کو دور کیا'' میں نے کہا ''آمین'' اس نے پھر دعا دیتے ہوئے کہا ''اللہ تعالیٰ آپ کی امت کے خون کو دشمن سے اس طرح بچائے جس طرح آپ نے میرے خون کو بچایا ہے'' میں نے کہا ''آمین'' اس نے پھر دعا دیتے ہوئے کہا ''اللہ تعالیٰ آپ کی امت کی آپس میں جنگ نہ کرائے'' اس کی اس دعا پر میں رو پڑا اور میں نے کہا ''ان تین باتوں کا مطالبہ میں نے اپنے رب سے کیا تو اس نے مجھے وہ عطا کیں اور ایک سے مجھے منع فرمادیا۔ اور جبرئیل نے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ کی امت کی تباہی تلوار سے ہوگی اور جو کچھ ہونے والا ہے اس پر قلم چل چکا ہے''(۱)

---

(۱) البداية والنهاية (۶/۱۴۲،۱۴۳)

Marfat.com

سورج گرہن کے موقع پر حضور ﷺ کے آنسو

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوگیا۔ آپ ﷺ سورج گرہن کی نماز کے لئے تشریف لائے، پہلے آپ نے لمبا قیام فرمایا، پھر لمبا رکوع فرمایا، پھر لمبا سجدہ فرمایا، سجدے میں آپ ﷺ روتے رہے اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی:

''اے اللہ! کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک میں ان میں ہوں آپ انہیں عذاب نہیں دیں گے اور کیا آپ نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک ہم استغفار کرتے رہیں آپ ہمیں عذاب نہیں دیں گے''

جب آپ نے دو رکعات مکمل فرمالیں تو سورج روشن ہوگیا۔ پھر آپ لوگوں میں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے اٹھے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر ارشاد فرمایا:

''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں، جب انہیں گرہن لگ جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ ابھی میرے اوپر جنت پیش کی گئی اور میرے اتنا قریب کی گئی کہ اگر میں اس کے خوشوں میں سے کوئی خوشہ توڑنا چاہتا تو توڑ سکتا تھا۔ پھر میرے اوپر جہنم پیش کی گئی، وہ میرے اتنا قریب کی گئی کہ میں اسے پھونکیں مارنے لگا۔ مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ جہنم تمہارے اوپر مسلط نہ کردی جائے، اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کہ اے اللہ! کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک میں ان میں ہوں آپ انہیں عذاب نہیں دیں گے اور کیا آپ نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک یہ استغفار کرتے رہیں آپ انہیں عذاب نہیں دیں گے۔ پھر میں نے جہنم میں لمبے قد کی ایک کالی عورت کو دیکھا جس نے بلی کو قید کر دیا تھا وہ نہ اسے

Marfat.com

کھلاتی تھی اور نہ پلاتی تھی۔ نہ اسے چھوڑتی تھی کہ وہ خود جاکر زمین کے حشرات کو کھالے۔ میں نے اس عورت کو دیکھا کہ اگر وہ آگے بڑھتی تو اسے جہنم میں گھسیٹ دیا جاتا اور اگر وہ پیچھے ہٹتی تو اسے پھر بھی جہنم میں ڈال دیا جاتا"(۱)

(۱) صحيح ابن خزيمة(۲/ ۳۲۲)،مسند أحمد،مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، رقم:٦١٩٥

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کے خوف سے زاروقطار رونا

ایک مرتبہ حضرت ابن عمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ آپ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب بات سنایئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کچھ دیر تو خاموش رہیں پھر آپ نے فرمایا:

''ایک مرتبہ رات کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا''عائشہ! میں تو اپنے رب کی عبادت کے لئے چلتا ہوں'' میں نے عرض کیا ''میں آپ کا قرب چاہتی ہوں اور اس چیز کو پسند کرتی ہوں جو آپ کو پسند ہو'' پھر آپ اٹھے، آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھنے لگے، نماز میں آپ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی بھی آپ کے آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ آپ روتے رہے یہاں تک کہ آپ کی گود آپ کے آنسوؤں سے تر ہوگئی، آپ مزید روتے رہے یہاں تک کہ زمین بھی آنسوؤں سے تر ہوگئی''

پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز کی اطلاع دینے کے لئے حاضر ہوئے، جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا:

''یارسول اللّٰہ! تبکی وقد غفر اللّٰہ لك ما تقدم''

''اے اللہ کے رسول! آپ روتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ آپ کے تمام گناہ اگر بالفرض ہوں تو بھی معاف فرما چکا ہے''(۱)

بعض روایات میں کچھ یوں ہے:

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی اطلاع دینے کے لئے آئے اور آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا ''یارسول اللہ! آپ رو رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے

---

(۱) موارد الظمآن (۱/۱۳۹)

Marfat.com

اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کردئے ہیں"

حضور ﷺ نے فرمایا "تو کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنو۔ آج رات مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئیں ہیں کہ جو آدمی انہیں پڑھے اور ان میں غور وفکر نہ کرے اس کے لئے ہلاکت ہے، وہ آیات یہ ہیں:

﴿إِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَآیَاتٍ لِّأُولِی الْأَلْبَابِ ٥ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ أَنْصَارٍ ٥ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْإِیْمَانِ أَنْ آمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ٥ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ٥﴾(۱)

"بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کے باری باری آنے جانے میں ان عقل والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں، (اور انہیں دیکھ کر بول اٹھتے ہیں کہ) "اے ہمارے پروردگار! آپ نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ آپ (ایسے فضول کام سے) پاک ہیں۔ پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے۔ اے ہمارے رب! آپ جس کسی کو دوزخ میں داخل کردیں، اسے آپ نے یقیناً رسوا ہی کردیا۔ اور ظالموں کو کسی قسم کے مددگار نصیب نہ ہوں گے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم نے ایک منادی کو سنا جو ایمان کی طرف پکار رہا تھا کہ "اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ" چنانچہ ہم ایمان لے آئے۔ لہٰذا اے ہمارے

(۱) آل عمران: ۱۹۰۔۱۹۴

Marfat.com

پروردگار! ہماری خاطر ہمارے گناہ بخش دیجئے، ہماری برائیوں کو ہم سے مٹا دیجئے، اور ہمیں نیک لوگوں میں شامل کر کے اپنے پاس بلا لیجئے۔ اور اے ہمارے پروردگار! ہمیں وہ کچھ عطا فرمائیے جس کا وعدہ آپ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے ہم سے کیا ہے، اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کیجئے۔ یقیناً آپ وعدے کی کبھی خلاف ورزی نہیں کیا کرتے"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ رات کو نماز پڑھتے ہوئے اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کی پنڈلیاں ورم آلود ہو جاتیں، اگر آپ سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں پھر بھی آپ اتنی مشقت کیوں فرماتے ہیں تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے:

((أفلا أكون عبدا شكورا))

"کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں"(۱)

(۱) صحيح البخاری، كتاب الجمعة، باب قيام النبی الليل حتى ترم قدماه، رقم:۱۰۶۲، صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب إكثار الأعمال والاجتهاد فی العبادة، رقم:۵۰۴۴، سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء فی الاجتهاد فی الصلاة، رقم:۳۷۷، سنن النسائی، كتاب قيام الليل وتطوع النهار، باب الاختلاف على عائشة فی إحياء الليل، رقم:۱۶۲۶، سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، رقم: ماجاء فی طول القيام فی الصلاة، رقم:۱۴۰۹

Marfat.com

نبی پاک ﷺ کا خوفِ آخرت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بوڑھے ہوگئے ہیں یعنی کمزوری کے کچھ آثار نظر آنے لگ گئے ہیں''

آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھے سورتِ ہود، سورتِ واقعہ، سورتِ مرسلات، سورتِ نباء اور سورتِ تکویر نے بوڑھا کردیا''(۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں کیسے خوشحال اور مزے دار زندگی گذار سکتا ہوں حالانکہ صور پھونکنے والا منہ میں صور لے چکا ہے اور اپنی پیشانی جھکائے ہوئے ہے اور کان لگائے انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے صور پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے''

لوگوں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! ہم اب کیا پڑھا کریں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''تم یہ کلمات پڑھا کرو:

((حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا))

''ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے اور ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں''(۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک قاری کو یہ آیت

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ومن سورۃ الواقعۃ، رقم:۳۲۱۹

(۲) سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ماجاء فی شأن الصور، رقم:۲۳۵۵، مسند أحمد، رقم:۲۸۵۳

Marfat.com

پڑھتے ہوئے سنا:

﴿إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا﴾(۱)

''ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے''

یہ سن کر حضور ﷺ بے ہوش ہو گئے۔(۲)

قبرستان میں آپ ﷺ کا رونا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک جنازے کے موقع پر ہم نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھے۔ جنازہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ ایک قبر کے کنارے بیٹھ کر اتنا روئے کہ زمین بھی تر ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((یا إخوانی لمثل هذا فأعدوا))

''اے میرے بھائیو! اس کے لئے تیاری کرلو''(۳)

---

(۱) المزمل:۱۲

(۲) کنز العمال (۴/۴۳)

(۳) سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الحزن و البكاء، رقم:۴۱۸۵

Marfat.com

نبی پاک ﷺ کی انصار سے ملاقات

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے حنین میں حاصل ہونے والا مال غنیمت مکہ کے قریشی لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ جب یہ خبر انصار کو پہنچی تو انہیں بہت غصہ آیا۔ جب نبی پاک ﷺ کو ان کے غصے کی خبر ہوئی تو آپ ان کے محلے میں آئے اور انہیں آواز دے کر جمع فرمایا۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا:

''اے انصار کی جماعت! مجھے تمہارے بارے میں یہ خبر ملی ہے کہ تمہیں اس مال کی تقسیم کے متعلق غلط فہمی ہے جو میں نے کچھ لوگوں میں اس لئے تقسیم کیا تاکہ اسلام کے بارے میں ان کا دل نرم ہو جائے اور وہ اسلام قبول کر لیں اور اللہ تعالیٰ ان کے دل میں اسلام کو داخل کر دیں۔

اے انصار کی جماعت! کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان سے سرفراز فرما کر تم پر احسان نہیں کیا؟ اس نے تمہیں عزت عطا کی اور تمہیں بہترین نام ''اَنصار اللہ واَنصار رسولہ'' (اللہ اور اس کے رسول کے مددگار) سے نوازا۔ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی خود کو انصار میں سے شمار کرتا۔ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور تم دوسری وادی میں چلو تو میں اس وادی میں چلوں گا جس میں تم چل رہے ہو گے۔

کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگوں کو تو مال واسباب اور مویشی مل جائیں اور تمہیں اللہ کا رسول مل جائے؟''

انصار نے جواب دیا ''ہم اس بات پر راضی ہیں''

حضور ﷺ نے فرمایا ''میں تم سے اس بات کا تفصیلی جواب چاہتا ہوں''

Marfat.com

انصار نے کہا:

''یارسول اللہ! جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم تاریکیوں میں تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے ہمیں روشنی عطا کی۔ آپ نے ہمیں جہنم کے کنارے پر کھڑا پایا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے ہمیں جہنم سے بچایا، آپ نے ہمیں گمراہ پایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ہمیں ہدایت دی۔ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ اے اللہ کے رسول! آپ مالِ غنیمت کے ساتھ جو کچھ کرنا چاہیں کر گزریں ہم آپ کے ساتھ ہیں''

حضور ﷺ نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا:

''اگر تم اس کے علاوہ کوئی اور بات بھی کرتے تو میں تمہاری تصدیق کرتا۔ اگر تم یہ کہتے کہ جب آپ کی قوم نے آپ کو نکال دیا تو ہم نے آپ کو پناہ دی، جب انہوں نے آپ کی تکذیب کی تو ہم نے آپ کی تصدیق کی، جب انہوں نے آپ کے ساتھ تعاون نہ کیا تو ہم نے آپ کی مدد کی۔ لوگوں نے آپ کی دعوت کا انکار کیا لیکن ہم نے آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ اگر تم یہ باتیں بھی کہتے تو میں تمہاری تصدیق کرتا''

انصار نے کہا:

''اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہم پر فضل اور احسان ہے''

یہ کہہ کر انصار زار و قطار رونے لگے، پھر آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ رونے لگے اور ان سے راضی ہو گئے۔ (۱)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انصار کے بارے میں حضور ﷺ کو منبر

(۱) المعجم الکبیر (۷/۱۵۱)

Marfat.com

پر یہ فرماتے ہوئے سنا:

''غور سے سنو! باقی لوگ تو میرے اوپر کا کپڑا ہیں اور انصار میرا اندر کا کپڑا ہیں یعنی ان سے میرا خاص تعلق ہے۔ لوگ اگر ایک وادی میں چلیں اور انصار کسی دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک آدمی ہوتا۔ لہٰذا جو بھی انصار کا حاکم بنے اس چاہئے کہ وہ ان کے اچھے کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے برے سے درگذر کرے جس نے انہیں ڈرایا اس نے اس چیز کو ڈرایا جو ان دو پہلوؤں کے درمیان ہے یعنی دل کو''

یہ بات فرماتے ہوئے حضور ﷺ نے اپنے دل کی طرف اشارہ فرمایا۔ (۱)

(۱) حياة الصحابة (٣/٤٦٣)

Marfat.com

امت کی مغفرت کی دعا

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت فرمائی، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی تھی:

﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾(۱)

"میرے پروردگار! ان بتوں نے لوگوں کی بڑی تعداد کو گمراہ کیا ہے۔ لہٰذا جو کوئی میری راہ پر چلے، وہ تو میرا ہے، اور جو میرا کہنا نہ مانے، تو (اس کا معاملہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں) آپ بہت بخشنے والے بڑے مہربان ہیں"

پھر آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہونے والی اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾(۲)

"اگر آپ ان کو سزا دیں، تو یہ آپ کے بندے ہیں ہیں، اور اگر آپ انہیں معاف فرما دیں تو یقیناً آپ کا اقتدار بھی کامل ہے، حکمت بھی کامل"

پھر آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ دعا کی:

((اللهم أمتي أمتي))

"اے اللہ! میری امت کی مغفرت فرما، میری امت کی مغفرت فرما"

---

(۱) إبراهيم:۳۶

(۲) المائدة:۱۱۸

Marfat.com

یہ دعا مانگتے ہوئے آپ زاروقطار رونے لگے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرمایا "اے جبرئیل! محمد کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو (باجودیکہ اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے) کہ تم کیوں رو رہے ہو؟"

حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور حضور ﷺ سے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے انہیں بتایا کہ امت کی مغفرت چاہتا ہوں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ساری بات عرض کی ، باوجودیکہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے جبرئیل! محمد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے معاملے میں خوش کر دیں گے اور غمگین نہیں کریں گے" (۱)

غزوۂ بدر میں حضور ﷺ کے آنسو

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں جبکہ پورا لشکر سویا ہوا تھا، میں نے حضور ﷺ کو ایک درخت کے نیچے دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں، آپ پوری رات اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ (۲)

---

(۱) صحیح مسلم،کتاب الإیمان،دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لأمته وبکائه شفقة علیهم،رقم:۳۰۱

(۲) مسند أحمد، مسند العشرة المبشرین بالجنة، مسند علی بن أبی طالب، رقم:۹۷۳

Marfat.com

غزوۂ بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں نبی پاک ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو ان کی تعداد تین سو سے کچھ زائد تھی جبکہ مشرکین ایک ہزار سے زائد تھے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر آپ ﷺ قبلہ رخ ہوئے اور اپنے ہاتھوں کو پھیلا دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی چادر آپ کے اوپر تھی۔ پھر آپ نے یہ دعا کی:

((اللهم أين ما وعدتني اللهم أنجز ما وعدتني اللهم إن تهلك هذه العصابة من أهل الإسلام فلا تعبد في الأرض أبدا))

''اے اللہ! تیرا وعدہ کہاں ہے؟ اے اللہ! اپنا وعدہ پورا فرما، اے اللہ! آج اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین پر کبھی تیری عبادت نہ کی جائے گی''

نبی پاک ﷺ اپنے پروردگار سے مناجات اور فریاد کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی چادر مبارک بھی گر گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور آپ نے چادر دوبارہ آپ کے جسم مبارک پر ڈال دی۔ پھر عرض کیا ''اے اللہ کے نبی! آپ اپنے رب سے جتنی مناجات کر چکے یہ کافی ہے، وہ آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرے گا''اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا:

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾(۱)

''یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، تو اس نے تمہاری فریاد کا جواب دیا کہ میں تمہاری مدد کے لئے ایک ہزار فرشتوں کی کمک بھیجنے والا

---

(۱) الأنفال:۹

Marfat.com

ہوں جو لگاتار آئیں گے"

حضور ﷺ کی دعا کی اس برکت سے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست سے ہم کنار کیا، ان کے ستر آدمی قتل اور ستر آدمی قید ہوئے۔

ان قیدیوں کے بارے میں نبی پاک ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ فرمایا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیتے ہوئے عرض کیا:

"اے اللہ کے نبی! یہ ہمارے رشتہ دار لوگ ہیں۔ آپ ان سے فدیہ لے لیجئے، یہ فدیہ کافروں کے خلاف ہمارے کام آئے گا اور پھر انہیں آزاد کر دیں شاید یہ لوگ اسلام قبول کر کے اسلام کو تقویت پہنچائیں"

حضور ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ان کی رائے پوچھی تو انہوں نے کہا:

"یارسول اللہ! میری رائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے کے خلاف ہے، میری رائے یہ ہے کہ آپ میرے رشتہ دار میرے حوالے کر دیں میں ان کی گردن اڑاؤں، عقیل کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں وہ ان کی گردن اڑائیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار ان کے حوالے کر دیں تاکہ وہ ان کی گردن اڑائیں۔ اس طرح ہم اللہ تعالیٰ کو دکھا سکیں گے کہ ہمیں مشرکین سے کوئی ہمدردی نہیں۔ یہ لوگ قریش کے سردار اور سربراہ ہیں"

حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی اور ان مشرکین سے فدیہ لے کر انہیں آزاد کرنے کا حکم فرما دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگلے دن میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ! آپ اور آپ کے ساتھی کیوں رو رہے ہیں؟ اگر مجھے آپ کا رونا دیکھ کر رونا آیا تو میں روؤں گا اور اگر رونا نہ آیا تو میں بہ تکلف روؤں گا"

حضور ﷺ نے فرمایا "مجھے تمہارے ساتھیوں نے مشرکین سے فدیہ لینے کا مشورہ دیا

Marfat.com

تھا۔اس پر عمل کرنے کی وجہ سے تم پر اترنے والا عذاب درخت تک پہنچ گیا تھا“

اس موقع پر اللہ تعالیٰ یہ آیات نازل فرمائی:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾(۱)

”یہ بات کسی نبی کے شایانِ شان نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی رہیں، جب تک کہ وہ زمین میں (دشمنوں کا) خون اچھی طرح نہ بہا چکا ہو (جس سے ان کا رعب پوری طرح ٹوٹ جائے) تم دنیا کا ساز وسامان چاہتے ہو، اور اللہ (تمہارے لئے) آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے، اور اللہ صاحب اقتدار بھی ہے، صاحبِ حکمت بھی۔ اگر اللہ کی طرف سے ایک لکھا ہوا حکم پہلے نہ آچکا ہوتا تو جو راستہ تم نے اختیار کیا، اس کی وجہ سے تم پر کوئی بڑی سزا آجاتی“(۲)

---

(۱) الأنفال:٦٧۔٦٨

(۲) مسند أحمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، مسند عمر بن الخطاب، رقم:٢٠٣، صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، رقم:٣٣٠٩، سنن الترمذي، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم:٣٠٠٦

Marfat.com

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا ''اے اللہ کے نبی! آپ کو کسی نے غصہ دلایا ہے؟ آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں، بلکہ ابھی جبرئیل میرے پاس آئے تھے، انہوں نے مجھے بتایا کہ حسین کو دریائے فرات کے کنارے شہید کیا جائے گا، اگر تمہاری خواہش ہو تو میں تمہیں اس کی مٹی بھی سونگھا سکتا ہوں''

میں نے کہا ''جی آپ مجھے وہ مٹی سونگھا دیجئے''

آپ ﷺ نے ہاتھ لمبا کیا اور ایک مٹھی مٹی کی مجھے دے، میں نے اسے سونگھا تو میں بھی اپنی آنکھوں پر قابو نہ پا سکا اور رونے لگا'' (۱)

---

(۱) مسند أحمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، مسند علی بن أبی طالب، رقم: ٦١٣

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار دیکھ کر حضور ﷺ کے آنسو

بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ ﷺ کے داماد حضرت ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں آپ کی زوجیت میں تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ابو العاص رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں ان کو بمنزلہ اولاد کے سمجھتی تھیں۔ خود حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے کہہ کر بعثت سے قبل زینب رضی اللہ عنہا کا عقد ابو العاص رضی اللہ عنہ سے کیا تھا، ابو العاص رضی اللہ عنہ مالدار اور امانت دار اور بڑے تاجر تھے۔

بعثت کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی تمام صاجزادیاں ایمان لائیں مگر ابو العاص رضی اللہ عنہ شرک پر قائم رہے، قریش نے ابو العاص رضی اللہ عنہ پر بہت زور دیا کہ ابو لہب کے بیٹوں کی طرح تم بھی محمد ﷺ کی بیٹی کو طلاق دے دیدو جہاں چاہو گے وہاں تمہارا نکاح کر دیں گے لیکن ابو العاص رضی اللہ عنہ نے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ زینب جیسی شریف عورت کے مقابلے میں دنیا کی کسی عورت کو پسند نہیں کرتا۔

جب قریش جنگ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو ابو العاص رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہمراہ تھے منجملہ اور لوگوں کے آپ بھی گرفتار ہوئے، اہل مکہ نے جب اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ روانہ کیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابو العاص رضی اللہ عنہ کے فدیہ میں اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کے وقت ان کو دیا تھا۔

آنحضرت ﷺ اس ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو اس ہار کو واپس کر دو اور اس قیدی کو چھوڑ دو، اسی وقت تسلیم اور انقیاد کی گردنیں خم ہو گئیں قیدی بھی رہا کر دیا گیا اور ہار بھی واپس ہو گیا، مگر رسول اللہ ﷺ نے ابو العاص رضی اللہ عنہ سے یہ وعدہ لے لیا کہ مکہ پہنچ کر زینب کو مدینہ بھیج دیں، ابو العاص رضی اللہ عنہ نے مکہ پہنچ کر زینب کو مدینہ

Marfat.com

جانے کی اجازت دے دی اور اپنے بھائی کنانہ بن ربیع کے ہمراہ روانہ کیا۔(۱)

کنانہ نے عین دوپہر کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر سوار کرایا اور ہاتھ میں تیر کمان لی اور روانہ ہوئے آپ ﷺ کی صاحبزادی کا علی الاعلان مکہ سے روانہ ہونا قریش کو شاق معلوم ہوا۔

چنانچہ ابوسفیان وغیرہ نے ذی طویٰ میں آکر اونٹ روک لیا اور یہ کہا کہ ہمیں محمد ﷺ کی بیٹی کو روکنے کی ضرورت نہیں لیکن اس طرح علانیہ طور پر لے جانے میں ہماری ذلت ہے، مناسب یہ ہے کہ اس وقت تو مکہ واپس چلو اور رات کے وقت لے کر روانہ ہو جاؤ۔ کنانہ نے اس کو منظور کیا۔ ابوسفیان سے پہلے ہبار بن اسود نے (جو بعد میں چل کر مسلمان ہوئے) جا کر اونٹ روکا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ڈرایا۔ خوف سے حمل ساقط ہو گیا اس وقت کنانہ نے تیر کمان سنبھال لی اور یہ کہا کہ جو شخص اونٹ کے قریب بھی آئے گا تیروں سے اس کے جسم کو چھلنی کر دوں گا۔

الغرض کنانہ مکہ واپس آ گئے اور دو تین راتیں گزارنے پر شب کو روانہ ہوئے، ادھر رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جا کر مقام بطن یا جج میں ٹھہرو، جب زینب رضی اللہ عنہا آ جائیں تو ان کو اپنے ہمراہ لے آنا یہ لوگ بطن یا جج پہنچے اور ادھر سے کنانہ بن ربیع آتے ہوئے ملے۔ کنانہ وہیں سے واپس ہو گئے اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مع اپنے رفیق کے صاحبزادی کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے، جنگ بدر کے ایک ماہ بعد مدینہ پہنچیں۔

صاحبزادی آپ ﷺ کے پاس رہنے لگیں، اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ مکہ میں مقیم رہے، فتح مکہ سے قبل ابوالعاص رضی اللہ عنہ بغرضِ تجارت شام کی طرف روانہ ہوئے چونکہ اہل مکہ کو آپ کی امانت و دیانت پر اعتماد تھا، اس لئے اور لوگوں کا سرمایہ بھی شریک تجارت تھا، شام سے واپسی میں مسلمانوں کا ایک دستہ مل گیا اس نے تمام مال و متاع ضبط کر لیا اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ چھپ کر مدینہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس آ پہنچے۔

---

(۱) سنن أبی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی فداء الأسیر بالمال، رقم:۲۳۱۷، مسند أحمد، رقم:۲۵۱۰۸

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عورتوں کے چبوترے سے آواز دی، اے لوگو! میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دی ہے، رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! کیا تم نے بھی سنا ہے جو میں نے سنا ہے؟ لوگوں نے کہا، جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے! اس ذات پاک کی کہ محمد کی جان جس کے ہاتھ میں ہے مجھ کو اس کا مطلق علم نہیں جو کچھ اور جس وقت تم نے سنا وہی میں نے سنا۔ تحقیق خوب سمجھ لو کہ مسلمانوں میں ادنیٰ سے ادنیٰ کمتر سے کمتر بھی پناہ دے سکتا ہے''

اور یہ فرما کر صاحبزادی کے پاس تشریف لے گئے اور یہ فرمایا ''اے بیٹی! اس کا اکرام کرنا مگر خلوت نہ کرنے پائے کیونکہ تو اس کے لئے حلال نہیں یعنی تو مسلمان ہے اور وہ مشرک کافر''

اور اہل سریہ سے یہ ارشاد فرمایا ''تم کو اس شخص (یعنی ابوالعاص رضی اللہ عنہ) کا تعلق ہم سے معلوم ہے اگر مناسب سمجھو تو ان کا مال واپس کر دو ورنہ وہ اللہ کا عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمایا ہے۔ اور تم ہی اس کے مستحق ہو''

یہ سنتے ہی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کل مال واپس کر دیا کوئی ڈول لاتا تھا، اور کوئی رسی، کوئی لوٹا، اور کوئی چمڑے کا ٹکڑا، غرض یہ کل مال ذرہ ذرہ کر کے واپس کر دیا۔

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کل مال لے کر مکہ روانہ ہوئے اور جس جس کا حصہ تھا اس کا حصہ پورا ادا کیا۔ جب شرکاء کے حصے دے چکے تو یہ فرمایا:

''اے گروہ قریش! کیا کسی کا کچھ مال میرے ذمے باقی رہ گیا ہے جو اس نے وصول نہ کر لیا ہو؟ قریش نے کہا نہیں۔ پس اللہ تجھ کو جزائے خیر دے، تحقیق ہم نے تجھ کو وفادار اور شریف پایا، کہا پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اب تک فقط اس لئے مسلمان نہ ہوا کہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ میں

Marfat.com

نے مال کھانے کی خاطر ایسا کیا ہے، جب اللہ نے تمہارا مال تم تک پہنچا دیا اور میں اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو گیا تب مسلمان ہوا''

بعد ازاں ابوالعاص رضی اللہ عنہ مکہ سے مدینہ چلے آئے رسول اللہ ﷺ نے پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔(۱)

---

(۱) سیرۃ المصطفی (۲/ ۱۲٤)

Marfat.com

دو چیزیں کبھی فراموش مت کرنا

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کا گذر کچھ لوگوں پر ہوا جو ہنس رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"تم ہنس رہے ہو حالانکہ جنت اور دوزخ کا ذکر تمہارے سامنے ہے"

اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿نَبِّیءْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ۝﴾(۱)

"میرے بندوں کو بتادو کہ میں بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہوں اور انہیں یہ بھی بتادو کہ میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے"(۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دو چیزیں بہت اہم ہیں انہیں کبھی فراموش مت کرنا، ایک جنت اور دوسری دوزخ"

یہ ارشاد فرما کر آپ رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر آپ نے فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر تم ان چیزوں کو جان لو جنہیں میں جانتا ہوں تو تم جنگلوں کی طرف نکل جاؤ اور اپنے سروں پر خاک ڈالو"(۳)

---

(۱) الحجر:۴۹۔۵۰

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی، رقم:۱۴(۱۸/۳۶۸)، لباب النزول للسیوطی(۱/۱۱۸)، تفسیر الرازی(۹/۳۱۸)

(۳) الترغیب والترھیب، رقم:۵۵۳۷(۴/۲۴۷)، الزواجر عن اقتراف الکبائر (۳/۳۸۶) صفة النار، رقم:۲(۱/۱۳)

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہجرت کی رات حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا اور ان کا حکم دیا کہ لوگوں کی امانتیں ان کے سپرد کر کے خود مدینے چلے آنا۔ رات کو میرے بستر پر لیٹ جانا تاکہ جب کفار تمہیں بستر پر دیکھیں گے تو وہ ہماری تلاش میں پیچھے نہیں نکلیں گے۔

چنانچہ جب مشرکین نے دیکھا کہ نبی ﷺ کے بستر پر کوئی موجود ہے تو انہوں نے یہی سمجھا کہ وہ آپ ﷺ ہی ہیں۔

جب صبح ہوئی تو انہوں نے آپ کے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو موجود پایا۔ ان کا خیال تھا کہ اگر نبی پاک ﷺ ہجرت کر چکے ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ ضرور چلے جاتے، اس خیال کی وجہ سے انہوں نے آپ ﷺ کی تلاش میں تاخیر کر دی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب امانتیں واپس کر کے فارغ ہوئے تو مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ دن کو چھپے رہتے اور رات کو سفر کرتے تھے۔ آخر مدینہ منورہ پہنچے اور حضور ﷺ کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کو بلوایا مگر پتہ چلا کہ وہ چلنے پھرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس پر نبی ﷺ خود ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سفر کی تھکاوٹ سے نڈھال ہیں، پاؤں پر ورم ہے اور خون بہہ رہا ہے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر نبی ﷺ ازراہِ شفقت رونے لگے۔ پھر اپنا لعابِ دہن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دونوں پاؤں پر ملا اور شفا کی دعا کی۔ اس کے بعد عمر بھر کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں خراب نہیں ہوئے۔(۱)

---

(۱) أسد الغابة، تذكرة علی بن أبی طالب رضی الله عنه، باب هجرته رضی الله عنه، (۱/۷۹۲)، تاریخ دمشق (۱/۲۳۷۷)

Marfat.com

اسلام قبول کرنے پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تکالیف

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں حضرت محمد ﷺ کے گہرے دوست تھے، بعثت نبوی ﷺ کے بعد ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے گھر سے نکلے، راستہ میں ملاقات ہوئی تو پوچھا ''اے ابو القاسم! (حضور ﷺ کی کنیت ہے) آپ اپنی قوم کو مجالس میں دکھائی نہیں دیتے اور آپ کی قوم کے لوگ آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ ان کے باپ دادا کو برا بھلا کہتے ہیں؟''

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ''میں اللہ کی طرف سے رسول بنایا گیا ہوں اور میں تجھے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں'' جب حضور ﷺ اپنی گفتگو سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور ﷺ اس حال میں وہاں سے رخصت ہوئے کہ مکہ کے دو پہاڑوں کے درمیان اس وقت آپ سے زیادہ خوش اور مسرور کوئی آدمی نہ تھا۔

حضور ﷺ سے ملاقات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سے ملاقات کے لئے چلے گئے۔ اور حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو اسلام کی دعوت دی اور وہ سب کے سب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

اگلے دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دعوت اسلام کی تبلیغ کے لئے حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد اور حضرت ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لے گئے۔ اور ان سب نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ (۱)

ابتداء میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ اپنے اسلام لانے کو چھپائے رکھتا تھا۔ جب مسلمانوں کی تعداد ۳۹ ہو گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فکر لاحق ہوئی کہ اس کلمہ حق اور نئے دین

(۱) حیاة الصحابه (۱/ ۷۷)، البدایة و النهایة (۳/ ۲۹)

Marfat.com

''دین اسلام'' کا برملا اعلان واظہار ہو، چنانچہ آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئے اور آپ سے اعلان حق اور بیت اللہ جانے کا اصرار کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے ابوبکر! ہماری تعداد کم ہے''، لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ برابر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ کے ساتھ تمام حق پرست مسجد کی طرف چلنے لگے اور ہر آدمی اپنے قبیلہ وخاندان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوگیا۔

مسجد میں پہنچ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دین کی دعوت کے لئے کھڑے ہی ہوئے تھی کہ مشرکین جو غصہ کی وجہ سے آگ بگولا ہو رہے تھے نہتے اور کمزور مسلمانوں پر پل پڑے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر شدید حملہ ہوا، انہیں خوب مارا پیٹا گیا، کسی نے طمانچے مارے، کوئی مکے مار رہا تھا اور کوئی لاتیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حالت غیر ہوگئی اور وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔ پھر بنوتیم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک کپڑا ڈالا اور انہیں ان کے گھر پہنچا دیا۔ ان کو یقین تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انتقال کر چکے ہیں۔ پھر بنوتیم کے لوگ ننگے سر مسجد میں آئے اور اعلان کیا:

''خدا کی قسم! اگر ابوبکر اس صدمہ سے فوت ہو گئے تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو ضرور قتل کریں گے''

اس کے بعد واپس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ان کے والد ابوقحافہ اور بنوتیم کے دوسرے لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات کرنا چاہ رہے تھے مگر انہیں کوئی ہوش نہ تھی اور وہ کوئی جواب نہ دے رہے تھے۔ شام تک انہوں نے اپنے ہونٹ بھی نہ ہلائے۔ جب ہوش آیا تو ان کی زبان سے پہلی بات یہ نکلی:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟''

یہ سن کر بنوتیم کو غصہ آ گیا کہ انہی کی وجہ سے یہ حالت پیش آئی اور انہی کی فکر کر رہے ہیں۔ پھر انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ سے کہا ''انہیں کچھ کھلا پلا دیجئے'' اس کے بعد وہ ان کے فعل پر تعجب کرتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلسل ایک ہی بات پوچھ رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟

Marfat.com

والدہ نے جواب دیا ''وہ خیریت سے ہیں اور صحیح سالم ہیں''

یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی اور چہرہ خوشی سے کھل گیا۔ پھر یہ کہتے ہوئے بستر سے اٹھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کہاں ہیں؟

آپ کی والدہ ام جمیل نے کہا ''وہ اس وقت دار ارقم میں ہیں''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''اللہ کی قسم! جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ نہ دیکھ لوں نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا''

اس کے بعد اٹھ کر تیزی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کی کوشش کی لیکن جب تکلیف کی شدت کی وجہ سے طاقت نہ ہوئی تو اپنی والدہ ام جمیل کا سہارا لے کر دار ارقم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور ان کا بوسہ لیا۔ دوسرے مسلمان بھی آگے بڑھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملنے لگے۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید رقت طاری ہوگئی اور آپ رونے لگے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اب مجھے کوئی تکلیف نہیں سوائے اس کے جو اس خبیث (عتبہ) نے میرے منہ پر مارا تھا، یہ میری والدہ ہیں، یہ اپنے بیٹے پر بڑی مہربان ہیں اور آپ کی ذات بڑی بابرکت ہے۔ آپ انہیں اللہ کی طرف دعوت دیجئے اور ان کے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔ امید ہے کہ آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو نار جہنم سے بچا لے گا''

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اللہ سے دعا فرمائی تو وہ اسلام لے آئیں۔(۱)

(۱) حیاۃ الصحابۃ (۱/ ۲۷۳)

Marfat.com

حضور ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی بھوک

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت سخت گرمی میں گھر سے مسجد کی طرف چلے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا ''اے ابوبکر! اس وقت آپ گھر سے باہر کیوں آئے؟''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''صرف اس وجہ سے آیا ہوں کہ سخت بھوک لگی ہوئی ہے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ کی قسم! میں بھی صرف اسی وجہ سے آیا ہوں''

ابھی یہ دونوں باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک حضور ﷺ بھی گھر سے نکل کر ان دونوں حضرات کے پاس تشریف لے آئے۔ آپ نے پوچھا ''اس وقت تم دونوں گھر سے باہر کیوں آئے؟''

دونوں نے کہا ''اللہ کی قسم! ہم صرف اس وجہ سے آئے ہیں کہ ہمیں سخت بھوک لگی ہوئی ہے''

حضور ﷺ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں بھی صرف اسی وجہ سے گھر سے باہر آیا ہوں''

پھر یہ تینوں حضرات حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچ گئے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے لئے دودھ یا کھانا بچا کر رکھا کرتے تھے۔ اس دن حضور ﷺ کو ان کے ہاں آنے میں دیر ہوگئی اور جس وقت روزانہ آیا کرتے تھے اس وقت نہ آسکے تو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے وہ کھانا اپنے گھر والوں کو کھلا دیا اور خود کھجوروں کے باغ میں کام کرنے چلے گئے۔

جب یہ حضرات ان کے دروازے پر پہنچے تو ان کی بیوی نے باہر نکل کر ان حضرات کا استقبال کیا اور کہنے لگیں ''اللہ کے نبی ﷺ اور ان کے ساتھ آنے والوں کو خوش آمدید ہو''

Marfat.com

حضور ﷺ نے ان سے پوچھا ''ابوایوب کہاں ہیں''

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے، وہاں انہوں نے حضور ﷺ کی آواز سنی تو دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے ''اللہ کے نبی ﷺ اور ان کے ساتھ آنے والوں کو خوش آمدید ہو، اے اللہ کے نبی! آپ اس وقت تو تشریف نہیں لایا کرتے آج خیریت تو ہے''

آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں تم ٹھیک کہتے ہو''

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اپنے مہمانوں کو بٹھایا اور باغ سے کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ کر لائے جس میں خشک، تر اور نیم پختہ ہر تین قسم کی کھجوریں تھیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا ''یہ تم نے کیا کیا؟ ہمارے لئے چن کر صرف خشک کھجور لاتے''

انہوں نے کہا ''یارسول اللہ! میرا دل چاہا کہ آپ خشک، تر اور نیم پختہ تینوں قسم کی کھجوریں کھائیں۔ اب میں آپ کے لئے کوئی جانور ذبح کروں گا''

حضور ﷺ نے فرمایا ''اگر تم نے جانور ذبح کرنا ہی ہے تو دودھ والا جانور ذبح نہ کرنا''

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے سال یا سال سے کم عمر کا بکری کا بچہ ذبح کیا اور اپنی بیوی سے کہا ''تم ہمارے لئے آٹا گوندھ کر روٹی پکاؤ، کیونکہ تم روٹی پکانا اچھی طرح جانتی ہو''

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بکری کے اس بچہ کے آدھے گوشت کا سالن بنایا اور آدھے کو بھون لیا۔ جب کھانا تیار ہو گیا اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے سامنے رکھا گیا تو آپ نے تھوڑا سا گوشت روٹی پر رکھ کر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے کہا ''اسے فاطمہ کو پاس پہنچا دو، کیونکہ بہت دنوں سے انہیں ایسا کھانا نہیں ملا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ وہ لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ جب یہ حضرات کھا چکے اور سیر ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

''روٹی، گوشت، خشک کھجور، تر کھجور اور نیم پختہ کھجور.....''

یہ کہہ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور پھر فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے

Marfat.com

قبضہ میں میری جان ہے! یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا''

یہ بات آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بڑی بھاری معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا ''لیکن جب تمہیں ایسا کھانا ملے اور تم اس کی طرف ہاتھ بڑھانے لگو تو بسم اللہ پڑھا کرو۔ اور جب تم سیر ہو جاؤ تو یہ دعا پڑھا کرو:

((الحمد لله الذی هو أشبعنا و أنعم علينا فأفضل))

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں سیر کیا اور ہم پر انعام فرمایا اور ہمیں خوب دیا''

تو یہ دعا اس کھانے کا بدلہ ہو جائے گی (اور اب اس کھانے کے بارے میں قیامت کے دن سوال نہیں کیا جائے گا)

جب آپ ﷺ وہاں سے اٹھے تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کل ہمارے پاس آنا۔ آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جو بھی آپ کے ساتھ بھلائی کرتا آپ اسے اس کا بدلہ دینا پسند فرماتے تھے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی یہ بات نہ سنی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ حضور ﷺ تمہیں کل اپنے پاس آنے کا حکم دے رہے ہیں۔ چنانچہ وہ اگلے دن حضور ﷺ کی خدمت میں آئے۔ حضور ﷺ نے انہیں اپنی ایک باندی دے دی اور فرمایا ''اے ابوایوب! اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، کیونکہ یہ جب تک ہمارے پاس رہی ہے ہم نے اس میں خیر ہی دیکھی ہے''

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ جب اس باندی کو حضور ﷺ کے ہاں سے لے کر آئے تو فرمایا کہ حضور ﷺ کی وصیت کی سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ میں اسے آزاد کر دوں۔ چنانچہ اسے آزاد کر دیا۔(۱)

(۱) الترغيب والترهيب (۳/ ٤١٣)، حياة الصحابة (١/ ٤١٣،٤١٥)

Marfat.com

حصولِ شفاعت کا نسخہ

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں حضور ﷺ نے رات کے آخری حصہ میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ ہم بھی آپ کے ساتھ تھے، ہم میں سے ہر آدمی اپنے کجاوے کی ہتھی کے ساتھ ٹیک لگا کر سو گیا۔ کچھ دیر بعد میری آنکھ کھلی تو مجھے حضور ﷺ اپنے کجاوے کے پاس نظر نہ آئے۔ اس سے میں گھبرا گیا اور حضور ﷺ کو تلاش کرنے چل پڑا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک جگہ مجھے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما ملے۔ وہ دونوں بھی اسی وجہ سے گھبرائے ہوئے تھے جس وجہ سے میں گھبرایا ہوا تھا۔ ہم لوگ یونہی ڈھونڈ رہے تھے کہ اچانک ہمیں وادی کے اوپر کے حصہ سے چکی چلنے جیسی آواز سنائی دی۔ (ہم اس آواز کی طرف گئے تو دیکھا حضور ﷺ رو رہے ہیں) پھر ہم نے حضور ﷺ کو اپنی بات بتائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا آج رات میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے دو باتوں میں اختیار دیا کہ یا تو میں شفاعت کروں یا میری آدھی امت جنت میں چلی جائے۔ میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میں آپ کو اللہ کا اور آپ کی صحبت میں رہنے کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمیں بھی اپنی شفاعت والوں میں شامل کر لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا آپ لوگ تو میری شفاعت والوں میں ہو ہی، پھر ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ ہم لوگوں کے پاس پہنچ گئے تو وہ بھی حضور ﷺ کو اپنی جگہ نہ پا کر گھبرائے ہوئے تھے۔

جب تمام صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا میں تمام حاضرین کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میری شفاعت میری امت میں سے ہر اس آدمی کے لئے ہے جو اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ (۱)

(۱) کنز العمال (۷/ ۲۷۱)، حیاۃ الصحابۃ (۳/ ۶۱، ۶۲)

Marfat.com

حضور ﷺ کی پرسوز نصیحتیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا ''تمہاری اور تمہارے اہل وعیال، مال اور عمل کی کیا مثال ہے؟''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں''

آپ ﷺ نے فرمایا ''تمہاری اور تمہارے اہل وعیال، مال اور عمل کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس کے تین بھائی ہوں جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بھائیوں کو بلا کر ایک بھائی سے کہا ''تم دیکھ ہی رہے ہو کہ میرے مرنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اب تم میرے کیا کام آ سکتے ہو؟'' اس نے کہا ''میں تمہارے یہ کام آ سکتا ہوں کہ میں تمہاری تیمارداری کروں گا، تمہاری خدمت سے نہیں اکتاؤں گا، تمہارا ہر کام کروں گا اور جب تم مر جاؤ گے تو میں تمہیں غسل دوں گا اور تمہیں کفن پہناؤں گا اور دوسروں کے ساتھ تمہارے جنازے کو اٹھاؤں گا کبھی تمہیں اٹھاؤں گا اور کبھی راستہ کی تکلیف دہ چیز سے تمہیں بچاؤں گا۔ جب دفنا کر واپس آؤں گا تو پوچھنے والوں کے سامنے تمہاری خوبیاں بیان کر کے تمہاری تعریف کروں گا'' اس کا یہ بھائی تو اس کے اہل وعیال اور رشتہ دار ہیں۔ اس بھائی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! اس کے کوئی خاص فائدے کی بات تو ہم نے نہیں سنی''

آپ ﷺ نے فرمایا ''پھر اس نے اپنے دوسرے بھائی سے کہا ''تم دیکھ رہے ہو کہ موت کی مصیبت میرے سر پر آ گئی ہے، اب تم میرے کیا کام آ سکتے ہو؟'' اس نے کہا ''جب تک آپ زندہ ہیں میں تو اسی وقت تک آپ کے کام آ سکوں گا، جب آپ مر جائیں گے تو آپ کا راستہ الگ اور میرا راستہ الگ'' یہ بھائی اس کا مال ہے، یہ تمہیں کیسا لگا؟''

Marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "یارسول اللہ! اس کے فائدے کی کوئی بات ہمارے سننے میں تو نہیں آئی"

آپ ﷺ نے فرمایا "پھر اس نے تیسرے بھائی سے کہا "تم دیکھ رہے ہو کہ موت میرے سر پر آگئی ہے اور تم نے میرے اہل وعیال اور مال کا جواب بھی سن لیا ہے تو اب تم میرے کیا کام آسکتے ہو؟" اس نے کہا "میں قبر میں تمہارا ساتھی ہوں گا اور وحشت میں تمہارا جی لگاؤں گا اور اعمال تلنے کے دن ترازو میں بیٹھ کر اسے بھاری کروں گا" یہ بھائی اس کا عمل ہے۔ اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "یارسول اللہ! یہ بہترین بھائی اور بہترین ساتھی ہے"

حضور ﷺ نے فرمایا "بات بھی اسی طرح ہے"

یہ مثال سن کر حضرت عبداللہ بن کرز رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا "یارسول اللہ! کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ میں اس مثال کے بارے میں کچھ اشعار کہوں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں اجازت ہے"

حضرت عبداللہ بن کرز رضی اللہ عنہ چلے گئے اور ایک ہی رات کے بعد اشعار تیار کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہیں دیکھ کر لوگ بھی جمع ہو گئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے:

فإني وأهلي والذي قدمت يدي ... كداع إليه صحبه ثم قائل

لإخوته إذ هم ثلاثة إخوة ... أعينوا على أمر بي اليوم نازل

"میں اور میرے اہل وعیال اور میرے وہ عمل جو میرے ہاتھوں نے آگے بھیج دیئے ہیں، ان سب کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک آدمی کے تین بھائی تھے اس نے ساتھیوں اور بھائیوں کو بلا کر ان سے کہا "آج مجھ پر موت کی مصیبت آنے والی ہے اس بارے میں میری مدد کرو"

فراق طويل غير متشق به ... فما ذا لديكم في الذي هو غائل

"بہت لمبی جدائی ہے جس کا کوئی بھروسہ نہیں، اب بتاؤ اس ہلاک کرنے والی

Marfat.com

موت کے بارے میں تم لوگ میری کیا مدد کر سکتے ہو؟''

فقال امرؤ منهم أنا الصاحب الذی أطیعك فیما شئت قبل التزایل

''ان تینوں میں سے ایک بولا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں لیکن جدا ہونے سے پہلے تم جو کہو گے تمہاری وہ بات مانوں گا''

فأما إذا جد الفراق فإننی لما بیننا من خلة غیر واصل

''اور جب جدائی ہو جائے گی تو پھر میں آپ کی دوستی کو باقی نہیں رکھ سکتا، اسے نہیں نباہ سکتا''

فخذ ما أردت الآن منی فإننی سیسلك بی فی مهیل من مهائل

''اب تو تم مجھ سے جو چاہے لے لو لیکن جدائی کے بعد مجھے کسی ہولناک راستہ پر چلا دیا جائے گا پھر کچھ نہیں لے سکو گے''

فإن تبقنی لا تبق فاستنفدننی وعجل صلاحا قبل حتف معاجل

''پھر اگر تم مجھے باقی رکھنا چاہو گے تو باقی نہیں رکھ سکو گے، لہٰذا مجھے خرچ کر کے ختم کر دو اور جلد آنے والی موت سے پہلے جلدی سے اپنے عمل ٹھیک کر لو''

وقال امرؤ قد کنت جدا أحبه وأوثره من بینهم فی التفاضل

''پھر وہ آدمی بولا جس سے مجھے بہت محبت تھی اور زیادہ دینے اور بڑھانے میں میں اسے باقی تمام لوگوں پر ترجیح دیتا تھا''

غنائی أنی جاهد لك ناصح إذا جد جد الکرب غیر مقاتل

''اس نے کہا میں آپ کا اتنا کام کر سکتا ہوں کہ جب پریشان کن موت واقع ہو جائے گی تو میں آپ کو بچانے کی کوشش کروں گا، آپ کا بھلا چاہوں گا لیکن میں آپ کی طرف سے لڑ نہیں سکوں گا''

ولکننی باك علیك ومعول ومثن بخیر عند من هو سائل

''البتہ آپ کے مرنے پر روؤں گا اور خوب اونچی آواز سے روؤں گا اور آپ

Marfat.com

کے بارے مین جو بھی پوچھے گا میں اس کے سامنے آپ کی خوبیاں بیان
کر کے آپ کی تعریف کروں گا''

ومتبع الماشين أمشي مشيعا أعين برفق عقبة كل حامل

''اور آپ کے جنازے کو لے کر جو لوگ چلیں گے میں بھی رخصت کرنے
کے لئے ان کے پیچھے چلوں گا اور ہر اٹھانے والے کی باری میں نرمی سے اٹھا
کر میں اس کی مدد کروں گا''

إلى بيت مثواك الذى أنت مدخل أرجع مقرونا بما هو شاغل

''میں جنازے کے ساتھ اس گھر تک جاؤں گا جو آپ کا ٹھکانہ ہے جس میں
لوگ آپ کو داخل کردیں گے پھر واپس آ کر میں ان کاموں میں لگ جاؤں گا
جن میں میں مشغول تھا''

كأن لم يكن بيني وبينك خلة ولا حسن ود مرة في التنازل

''اور چند ہی دنوں کے بعد ایسی حالت ہوجائے گی کہ گویا میرے اور آپ
کے درمیان کوئی دوستی ہی نہیں تھی اور نہ ہی کوئی عمدہ محبت تھی جس کی وجہ سے
ہم ایک دوسرے پر خرچ کرتے تھے''

فذاك أهل المرء ذاك غناء هم وليس وإن كانوا حراصا بطائل

''یہ مرنے والے کے اہل وعیال اور رشتہ دار ہیں یہ بس اتنا ہی کام آسکتے ہیں
اگرچہ انہیں مرنے والوں کو فائدہ پہنچانے کی بہت چاہت ہے لیکن یہ اس
سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے''

وقال امرؤ منهم أنا الأخ لاترى أخا لك مثلي عند كرب الزلازل

''ان میں سے تیسرے بھائی نے کہا میں آپ کا اصلی بھائی ہوں اور ہلا دینے
والی پریشانی یعنی موت کے آنے پر آپ کو میرے جیسا کوئی بھائی نظر نہیں
آئے گا''

Marfat.com

لدی القبر تلقانی هنالك قاعدا　　أجادل عنك القول رجع التجادل

''آپ مجھے قبر کے پاس ملیں گے میں وہاں بیٹھا ہوا ہوں گا اور باتوں میں آپ کی طرف سے جھگڑا کروں گا اور ہر سوال کا جواب دوں گا''

و أقعد یوم الوزن فی الکفة التی　　تکون علیها جاهدا فی التثاقل

''اعمال کے وزن کے دن میں اس پلڑے میں بیٹھوں گا جس کو بھاری کرنے کی آپ پوری کوشش کر رہے ہوں گے''

فلا تنسنی و اعلم مکانی فإننی　　علیك شفیق ناصح غیر خاذل

''لہٰذا آپ مجھے بھلا نہ دینا اور میرے مرتبہ کو جان لو کیونکہ میں آپ کا بڑا شفیق اور بہت خیر خواہ ہوں اور کبھی آپ کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑوں گا''

فذالك ما قدمت من کل صالح　　تلاقیه إن أحسنت یوم التواصل

''یہ آپ کے وہ نیک اعمال ہیں جو آپ نے آگے بھیجے ہیں اگر آپ ان کو اچھی طرح کریں گے تو ایک دوسرے سے ملاقات کے دن یعنی قیامت کے دن آپ کی ان اعمال سے ملاقات ہو جائے گی''

یہ اشعار سن کر حضور ﷺ بھی رونے لگے اور سارے مسلمان بھی رونے لگے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن کرز رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی جس جماعت کے پاس سے گذرتے وہ انہیں بلا کر ان سے ان اشعار کی فرمائش کرتے اور جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ انہیں یہ اشعار سناتے تو وہ سب رونے لگ جاتے۔(۱)

(۱) کنز العمال (۸/۱۲٤)، الإصابة (۲/۳٦)، حیاة الصحابة (۳/۵۵۸۔۵٦۰)

Marfat.com

اہلِ صفہ کے رونے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ○ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ﴾(۱)

''تو کیا تم اس کلام پر تعجب کرتے ہو اور اسے سن کر ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو''

یہ آیت سن کر اہلِ صفہ اس قدر روئے کہ ان کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے اور آنسو رخساروں پر بہنے لگے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روئے، پھر ہم سب آپ کے رونے کی وجہ سے رونے لگے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے ڈر سے رویا ہوگا، لیکن گناہ پر اصرار کرنے والا آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا، اور اگر تم گناہ نہ کرو اور استغفار کرنا چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو گناہ کریں گے اور استغفار کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کریں گے''(۲)

---

(۱) النجم:۵۹۔۶۰

(۲) الترغيب والترهيب(۵/۱۹۰)، حياة الصحابة(۲/۷۸٤)

Marfat.com

ایک قبر کو دیکھ کر

قتیبہ بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے ہمیں خطبہ دیا۔ اس دوران اس نے قبر کا ذکر کیا۔ پھر بار بار یہ کہا:

''وہ تنہائی کا گھر ہے، پردیس کا گھر ہے''

یہاں تک کہ وہ خود بھی رویا اور اس نے سننے والوں کو بھی رلایا۔ اس کے بعد اس نے کہا:

''میں نے امیر المؤمنین عبدالملک بن مروان سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے مروان سے سنا ہے۔ مروان کہتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ''نبی پاک ﷺ جب قبر کو دیکھتے یا اس کا کبھی ذکر کرتے تو آپ رو دیا کرتے تھے''(۱)

حضرت ہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی۔ ان سے کسی نے پوچھا ''آپ جنت اور دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں اور نہیں روتے، لیکن قبر کو یاد کر کے روتے ہیں؟''

آپ نے فرمایا ''میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے، جو اس سے سہولت سے چھوٹ گیا اس کے لئے بعد کی منزلیں سب آسان ہیں اور جو اس میں عذاب میں پھنس گیا اس کے لئے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ سخت ہیں اور میں نے حضور ﷺ سے یہ بھی سنا ہے کہ میں نے کوئی منظر ایسا نہیں دیکھا کہ قبر کا منظر اس سے زیادہ گھبراہٹ والا نہ ہو''(۲)

(۱) کنز العمال،رقم:٤٢٧٩١ (١٥/٦٩٨)، جامع الأحاديث،رقم:٣١٨٥٨ (٢٩/١٣٢)، مختصر تاريخ دمشق (١/٨٣٤)، المقلين من الأمراء والسلاطين،رقم:٧ (١/٢٤)

(۲) سنن الترمذي، كتاب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في ذكر الموت،رقم:٢٣٣٠ ،سنن ابن ماجه،كتاب الزهد، باب ذكر القبر والبلي،رقم:٤٢٥٧، مسند أحمد، رقم:٤٢٥

Marfat.com

ابو طالب کی وفات پر

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے رسول کریم ﷺ کو ابو طالب کے انتقال کی خبر دی تو آپ ﷺ رونے لگے۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا:

''جاؤ ان کو غسل دو، کفن پہناؤ اور دفن کردو۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم کرے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سارے کام کئے۔ نبی پاک ﷺ کئی روز تک ابو طالب کے لئے استغفار اور بخشش کی دعا کرتے رہے اور گھر سے باہر نہیں نکلے۔ اس کے بعد آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝﴾(۱)

''یہ بات نہ تو نبی کو زیب دیتی ہے، اور نہ دوسرے مؤمنوں کو کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا کریں، چاہے وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جبکہ ان پر یہ بات پوری طرح واضح ہو چکی ہے کہ وہ دوزخی لوگ ہیں''(۲)

---

(۱) التوبة:۱۱۳

(۲) روح المعاني (۱۱/۳۳)، نصب الراية (۲/۲۰۳)

Marfat.com

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ انتہائی سخت بیمار ہوگئے۔ نبی پاک ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

جب نبی پاک ﷺ ان کے پاس پہنچے تو ان کے گھر والے ان کے گرد جمع تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو اطلاع دی کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ یہ سن کر نبی پاک ﷺ رونے لگے۔ جب لوگوں نے آپ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو سب لوگ رونے لگے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسو اور دل کے غم کی وجہ سے کسی کو عذاب نہیں دیتے بلکہ اس کی وجہ سے (زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) عذاب دیتے ہیں اور رحم فرماتے ہیں۔ اور میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے"(۱)

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب البکاء عند المریض، رقم:۱۲۲۱، صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، رقم:۱۵۳۲

Marfat.com

حضور ﷺ والدہ کی قبر پر روتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اور آپ وہاں روئے، آپ کو دیکھ کر آپ کے ارد گرد موجود تمام لوگ رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''میں نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ میں اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کروں تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی اجازت دے دی''

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

((فزوروا القبور فإنها تذكر الموت))

''قبروں کی زیارت کرو کیونکہ اس سے موت کی یاد تازہ ہوتی ہے''(۱)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی پاک ﷺ اور آپ کے صحابہ بہت روئے۔ جب نبی پاک ﷺ کو شدید غم ہوتا تو آپ اپنی ریش مبارک پکڑ لیتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین کے بعد گھر واپس تشریف لائے تو آپ کے آنسو آپ کی ریش مبارک سے ٹپک رہے تھے۔(۲)

---

(۱) سنن البيهقي الكبرى (٤/ ٧٠)

(۲) كنز العمال، رقم: ٣٧٠٩٣ (١٣/ ٤١٣)، جامع الأحاديث، رقم: ٤٢٩٨٨ (٩/ ٤٠)

Marfat.com

نبی پاک ﷺ کے نواسے کی وفات

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کے ایک نواسے پر حالت نزع طاری تھی۔ آپ کی صاحبزادی نے آپ ﷺ کو پیغام بھجوایا کہ آپ تشریف لے آئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں جواب میں پیغام بھجوایا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے دی وہ بھی اللہ کی ہے اور جو اس نے لے لی وہ بھی اللہ کی ہے۔ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے، تم صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔

انہیں یہ پیغام ملا تو انہوں نے اور زیادہ تاکید اور اصرار کے ساتھ آپ ﷺ کو تشریف لانے کا پیغام بھجوایا۔ اس پر نبی پاک ﷺ نے تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا، آپ کے ساتھ میں تھا، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو نبی پاک ﷺ نے بچہ اپنی گود میں لیا۔ بچہ نبی پاک ﷺ کی گود میں تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ رونے لگے تو حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! آپ بھی روتے ہیں؟''

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إنما يرحم الله من عباده الرحماء))

''اللہ تعالیٰ رحم کرنے والے بندوں پر رحم فرماتا ہے''(۱)

(۱) صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب قول النبي يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه، رقم:۱۲۰۴، صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، رقم:۱۵۳۱، سنن النسائي، كتاب الجنائز، باب الأمر بالاحتساب والصبر عند نزول المصيبة، رقم:۱۸۴۵، سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب في البكاء على الميت، رقم:۲۷۱۸، سنن ابن ماجه، كتاب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في البكاء على الميت، رقم:۱۵۷۷، مسند أحمد، رقم:۲۰۷۷۷

Marfat.com

حضور ﷺ کی صاحبزادی کا وصال

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ایک صاحبزادی حالت نزع میں تھیں، آپ ﷺ ان پاس موجود تھے کہ آپ نے انہیں اپنے سینے سے لگایا اور ان پر اپنا ہاتھ رکھا تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ان کی روح پرواز کر گئی۔ اس پر حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگی۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا ''اے ام ایمن! کیا تم اللہ کے رسول کی موجودگی میں روتی ہو؟''

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ''میں کیوں روؤں جبکہ اللہ کے رسول ﷺ بھی تو رو رہے ہیں''

حضور ﷺ نے فرمایا ''میں شدت غم اور بے صبری کی وجہ سے نہیں روتا بلکہ یہ تو رحمت ہے جو آنسوؤں کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے''

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ''مومن کے لئے ہر حال میں خیر ہے، اس کی جان اس کے جسم سے نکل رہی ہوتی ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی حمد میں مشغول رہتا ہے'' (۱)

(۱) سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب فی البکاء علی المیت، رقم: ۱۸۲۰، مسند أحمد، مسند بنی هاشم، رقم: ۲۲۸۷

Marfat.com

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ موتہ میں نبی پاک ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر لشکر ہوں اور اگر جعفر بھی قتل ہو جائیں تو عبد اللہ بن ابی رواحہ سردار ہوں اور اگر عبد اللہ بھی قتل ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں۔(۱)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں اللہ کے دین کی سربلندی کی خاطر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا خاص تعلقِ خاطر تھا، ان کی شہادت کا رسول اللہ ﷺ کو شدید صدمہ تھا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو کئی دن تک (ان کے بیٹے) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ جب وہ آئے تو نبی پاک ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر رونے لگے۔ ان کے آنسوؤں کو دیکھ کر آپ ﷺ کے آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ جب آنسو تھمے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ''پہلے تم اتنے دن آئے نہیں، اب جب آئے ہو تو تمہیں دیکھ کر ہمارا دل غمگین ہو گیا''، یعنی تمہارے والد حضرت زید بن حارثہ کی یاد آگئی۔

اگلے دن جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ''اسے دیکھ کر پھر میرے دل میں وہی غم تازہ ہو گیا ہے'' جب وہ قریب ہوئے تو ان کی آنکھیں نم ہو گئیں، ان کے آنسو دیکھ کر حضور ﷺ بھی رونے لگے۔(۲)

(۱) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ مؤتۃ من أرض الشام، رقم:۳۹۲۸
(۲) مصنف عبد الرزاق (۳/۵۶۳)

Marfat.com

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور حضور ﷺ کا رونا

حضرت خالد بن شمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں حضور ﷺ کے سامنے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی بلک بلک کر رونے لگی۔ اس پر آپ بھی رونے لگ گئے اور اتنا روئے کہ آپ کے رونے کی آواز آنے لگ گئی۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ''یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟''

حضور ﷺ نے فرمایا ''یہ ایک دوست کا اپنے محبوب دوست کے شوق میں رونا ہے''(۱)

بنت رسول ﷺ کی تدفین

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی کی تدفین کے وقت موجود تھے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے جس نے گذشتہ رات کوئی گناہ نہ کیا ہو؟'' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! میں نے گذشتہ رات کوئی گناہ نہیں کیا''

حضور ﷺ نے ان سے فرمایا ''پھر تم قبر میں اترو'' پس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ قبر میں اترے۔(۲)

---

(۲) مسند أحمد، رقم: ۱۲۹۰۴

Marfat.com

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے وفات پا جانے کے بعد ان کے چہرے کا بوسہ لیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے آنسو حضرت عثمان بن مظعون کے چہرہ پر بہہ رہے تھے۔(۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن ان کے پاس تشریف لائے۔ آپ ان کی طرف ایسے جھک گئے جیسے کوئی وصیت فرما رہے ہوں۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا۔ لوگوں نے آپ کی آنکھیں پرنم دیکھیں۔ پھر دوبارہ آپ نے ان کی طرف سر جھکایا تو پھر سر اٹھایا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ رو رہے ہیں۔ تیسری بار پھر آپ ان پر جھکے اور جب سر اٹھایا تو آپ کے رونے کی آواز سنائی دی۔ لوگوں نے سمجھ لیا کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے سب نے رونا شروع کر دیا۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ کیا ہے؟ یہ تو شیطانی اثر ہے'' پھر سب نے استغفار کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے ابوسائب! میں تیرے پاس سے جا رہا ہوں اور تو دنیا سے اس طرح رخصت ہو رہا ہے کہ تو نے دنیا سے کچھ نہ لیا اور دنیا نے بھی تجھ سے کچھ نہ لیا''(۲)

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب الجنائز عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء فی تقبيل الميت، رقم: ۹۱۰، سنن أبی داؤد، كتاب الجنائز، باب فی تقبيل الميت، رقم: ۲۷۵۰، مسند أحمد، رقم: ۲۳۰۳۶، سنن البيهقی، رقم: ۶۹۵۹ (۲/۳۶۳)، مصنف عبد الرزاق، رقم: ۶۷۷۵ (۳/۵۹۶)

(۲) مؤطا امام مالك، رقم: ۵۷٤ (۱/۲٤۲)، جامع الأصول من أحاديث الرسول، رقم: ۸۶۸۶ (۱/۸۷۹۰)، أسد الغابة (۱/۱٤۶۳)

Marfat.com

غزوۂ موتہ کے لئے لشکر کی روانگی

غزوہ موتہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر لشکر ہوں اور اگر جعفر بھی قتل ہو جائیں تو عبد اللہ بن ابی رواحہ سردار ہوں اور اگر عبد اللہ بھی قتل ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں۔(۱)

غزوہ موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انتہائی بہادری اور دلیری سے دشمن کے خلاف برسرپیکار ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ موتہ کی خبر دینے کے لئے خطبہ دیا جس میں ارشاد فرمایا:

"جھنڈے کو پہلے زید بن حارثہ نے پکڑا، وہ شہید ہو گئے تو پھر جعفر نے پکڑا، جب وہ بھی شہید ہو گئے تو جھنڈا عبد اللہ بن رواحہ نے تھام لیا، پھر وہ بھی شہید ہو گئے"

میں نے دیکھا کہ یہ بات فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"پھر جھنڈا خالد بن ولید نے تھام لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح عطا فرمادی"(۲)

(۱) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة مؤتة من أرض الشام، رقم:۳۹۲۸

(۲) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی إلی أهل المیت بنفسه، رقم:۱۱۶۹

Marfat.com

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس دن حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی شہید ہوئے مجھے ان کی شہادت کا علم نہ تھا۔ جب مجھے پتہ چلا کہ وہ لشکر واپس آ گیا ہے تو میں نے جلدی جلدی آٹا گوندھا، بچوں کو نہلایا، تیل لگایا اور صاف ستھرا کیا۔ پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا ''جعفر کے بچوں کو میرے پاس لے آؤ''

میں انہیں لے کر خدمت رسول ﷺ میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے انہیں پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ مجھے محسوس ہو گیا کہ جعفر رضی اللہ عنہ اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ میں نے پوچھا ''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا جعفر اور ان کے ساتھی شہید کر دیئے گئے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں وہ آج شہید ہو گئے ہیں''

میں اٹھی اور میں نے زور سے چیخ ماری۔ میری چیخ سن کر بہت سی عورتیں میرے اردگرد جمع ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ''جعفر کے گھر والوں اور بچوں کا خیال رکھنا اور ان کے لئے کھانا بناؤ کیونکہ شاید انہیں آج کھانے کی فرصت نہ ملے'' (۱)

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالجناحین (دو پروں والا) ہے، اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے تھے، ان کی اس حالت کی اطلاع حضور ﷺ کو دی گئی تو آپ نے فرمایا تھا:

''جعفر کو جنت میں دو پر عطا کر دیئے گئے اور وہ جنت میں جہاں چاہتے

(۱) مسند أحمد، رقم: ۲۵۸۳۹

Marfat.com

ہیں اڑتے پھرتے ہیں‘‘(۱)

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے اور اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا چھبیسواں نمبر تھا۔ آپ کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جعفر بن ابی طالب کو شہداء میں پایا، ان کے جسم پر نوے سے زیادہ تیروں اور نیزوں کے زخم تھے۔(۲)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی غزوہ موتہ میں بہادری اور شجاعت کا نقشہ کھینچا ہے:

ولـقـدْ بكَيْتُ وعَزّ مَهلِكُ جعفرٍ — حبُّ النبيّ على البريّةِ كلّها
ولقد جزِعتُ وقلتُ حينَ نُعيتَ لي — مَنْ للجلادِ لدى العُقابِ وَظِلّها
بالبيضِ حينَ تُسلُّ مِنْ أغمادِها — يوماً وانهالَ الرّماحِ وَعَلّها
بعْدَ ابْنِ فاطِمةَ المُبارَكِ جعفرٍ — خَيْرِ البَريّةِ كُلّها وَأجلّها
رُزءاً وأكرمِها جميعاً مَحْتِداً — وأعَزّها متظلّماً وأذلّها
للحَقّ حينَ يَنُوبُ غيرَ تَنَحّلٍ — كَذِباً وأغمَرِها ندًى وأقلّها
فُحشاً وأكثرِها اذا ما تُجتدَى — فَضلاً وأبذلِها ندًى وأدلّها
عَ الخَيرِ بَعدَ مُحَمّدٍ لا شِبهُهُ — بَشَرٌ يُعَدُّ من البَريّةِ جُلّها

’’میں نے اشک بہائے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے محبوب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ تمام انسانوں سے زیادہ معزز اور برتر ہو گئے۔ میں نے غم کا اظہار کیا اور جب مجھے حضرت جعفر کی شہادت کی خبر ملی تو میں نے کہا کہ ’’عقاب‘‘(۳)

---

(۱) سنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب مناقب جعفر بن أبي طالب، رقم:٣٦٩٦

(۲) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة مؤتة من أرض الشام، رقم:٣٩٢٨

(۳) ’’عقاب‘‘ حضور ﷺ کے جھنڈے کا نام ہے جو آپ ﷺ نے غزوہ موتہ کے لئے جانے والے مجاہدین کو عطا فرمایا تھا۔

Marfat.com

کے پاس اس کے سائے کی نیچے زوردار لڑائی کون لڑے گا، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ایک شاندار تلوار اور پے در پے نیزوں کے وار کے ذریعہ میدان جنگ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھاتے تھے۔ فاطمہ بنت اُسد بن ہاشم کے صاحب زادے جعفر محمد ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں سب سے بہتر، خاندانی لیاقت میں سب پر فائق، سخاوت کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ، تنگی کے حالات میں سب سے معزز، حق کی اتباع میں سے سب آگے، جھوٹ سے پاک، سخاوت کے دریا بہانے والے، بے ہودہ گوئی سے مکمل پرہیز کرنے والے، رفعت کی تلاش میں سب سے آگے، مال کو خرچ کرنے والے اور خیر کے راستوں کی راہ نمائی کرنے والے ہیں۔ لوگوں میں سے کوئی شخص ان کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا'' (۱)

حضرت ثابت بن ربیع رضی اللہ عنہ کی وفات پر

ابو حبیب روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ حضرت ثابت بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، وہ اس وقت شدید بیمار تھے اور زندگی و موت کی کشمکش میں تھے۔ نبی پاک ﷺ نے ان کو آواز دی مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر نبی پاک ﷺ رو پڑے اور فرمایا:

''اگر یہ سنتا ہوتا تو میری بات کا ضرور جواب دیتا۔ اس پر جو پسینہ ہے وہ موت کی سختی کی وجہ سے ہے''

نبی پاک ﷺ کی یہ بات سن کر عورتیں رونے لگیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ان کو رونے سے منع کیا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

''انہیں رونے دو!'' (کیونکہ یہ رونا چیخ و پکار کے بغیر تھا) (۲)

---

(۱) دیوان حسان بن ثابت: ۴۳۳

(۲) أسد الغابة، تذكرة بن الربيع (۱/ ۱٤٠)

Marfat.com

اے ابراہیم! ہم بہت غمگین ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوسیف لوہار کی بیوی حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی مرضعہ (دودھ پلانے والی) تھیں۔ حضور ﷺ کو اطلاع ملی کہ آپ کے صاحبزادے کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے، لہٰذا آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ابوسیف لوہار کے گھر پہنچے۔ آپ نے اپنے صاحبزادے کو گود میں اٹھایا، اس کا بوسہ لیا اور اسے پیار کیا۔ پھر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی روح پرواز کر گئی اور ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کی وفات پر غمگین ہوکر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ آپ ﷺ کے آنسوؤں کو دیکھ کر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! آپ بھی روتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اے عبد الرحمٰن! یہ رحمت کے آنسو ہیں''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل غمگین ہے لیکن ہم زبان سے وہی بات نکالیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ اے ابراہیم! ہم آپ کی جدائی پر بہت غمگین ہیں''(۱)

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر سہارا لئے ہوئے اندر تشریف لائے۔ اندر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پر نزع کی کیفیت طاری تھی۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو حضور ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! اس سے تو آپ لوگوں کو روکتے ہیں، جب مسلمان آپ کو روتا ہوا دیکھیں گے تو وہ بھی رونے لگ جائیں گے''

(۱) صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب قول النبی إنا بك لمحزنون، رقم:۱۲۲۰، صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب رحمته للصبيان والعيال وتواضعه، رقم:٤٢٧٩، سنن الترمذی، كتاب الجنائز عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء فی الرخصة فی البكاء على الميت، رقم:٩٢٦

Marfat.com

جب آپ کے آنسو رک گئے تو آپ نے فرمایا:

''یہ رونا تو رحم یعنی دل کی نرمی کی وجہ سے ہے، جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ ہم تو لوگوں کو مردہ پر نوحہ کرنے سے روکتے ہیں اور اس بات سے نہیں روکتے ہیں کہ مردہ کی ان خوبیوں کا تذکرہ کیا جائے جو اس میں نہیں تھیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا سب کو اکٹھا کر دینے کا وعدہ اور موت کا چالو راستہ نہ ہوتا اور ہم میں سے بعد میں جانے والوں نے پہلے جانے والوں سے جاملنا نہ ہوتا تو ہمیں اس سے زیادہ غم ہوتا اور ہم اس کے جانے پر غمگین ہیں، آنکھ سے آنسو بہہ رہے ہیں، دل غمگین ہے لیکن ہم زبان سے ایسی بات نہیں کہیں گے جس سے ہمارا رب ناراض ہو اور اس کے دودھ پینے کی باقی مدت جنت میں پوری کی جائے گی''(۱)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی پاک ﷺ رونے لگے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دلاسہ دیا تو آپ نے فرمایا ''آنکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل غمگین ہے، لیکن ہم اپنی زبان سے ایسی بات نہیں نکالیں گے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہو۔ اے ابراہیم! اگر موت کا وعدہ سچا نہ ہوتا اور ہر ایک نے دوسرے کے پیچھے اس دنیا کو الوداع نہ کہنا ہوتا تو آج ہمیں جتنا غم ہو رہا ہے اس سے زیادہ غم ہوتا۔ اے ابراہیم! ہم آپ کی جدائی پر بہت غمگین ہیں۔(۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تک میں انہیں دیکھ نہ لوں اس وقت اسے کفن میں نہ لپیٹنا'' پھر آپ ﷺ ان کے پاس آئے، جھک کر انہیں دیکھا اور پھر آپ ﷺ رونے لگے۔(۳)

(۱) طبقات ابن سعد (۱/۸۸)، حياة الصحابة (۲/۷۳۷)

(۲) سنن ابن ماجه، كتاب ماجاء فى الجنائز، باب ماجاء فى البكاء على الميت، رقم: ۱۵۷۸

(۳) سنن ابن ماجه، كتاب ماجاء فى الجنائز، باب ماجاء فى النظر إلى الميت إذا أدرج فى أكفانه، رقم: ١٤٦٤

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

دعوت توحید کی صدا گو ایک عرصہ سے مکہ کی گھاٹیوں میں گونج رہی تھی، تاہم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے سپاہی صفت کو ان باتوں سے کیا تعلق؟ انہیں صحرا نوردی اور سیر و شکار سے کب فرصت تھی جو شرک و توحید کی حقانیت پر غور کرتے لیکن خدا نے عجیب طرح سے ان کی رہنمائی کی۔

ایک روز حسب معمول شکار سے واپس آ رہے تھے، کوہ صفا کے پاس پہنچے تو ایک لونڈی نے کہا:

"ابو عمارہ! کاش تھوڑی دیر پہلے تم اپنے بھتیجے محمد (ﷺ) کا حال دیکھتے، وہ خانہ کعبہ میں اپنے مذہب کا وعظ کہہ رہے تھے کہ ابو جہل نے نہایت سخت گالیاں دیں اور بہت بری طرح ستایا، لیکن محمد (ﷺ) نے کچھ جواب نہ دیا اور بے بسی کے ساتھ لوٹ گئے"

یہ سننا تھا کہ رگ حمیت میں جوش آ گیا، تیزی کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف بڑھے، ان کا قاعدہ تھا کہ شکار سے واپس آتے ہوئے کوئی راہ میں مل جاتا تو کھڑے ہو کر ضرور اس سے دو دو باتیں کر لیتے تھے، لیکن اس وقت جوش انتقام نے غصے سے بے حال کر دیا تھا، کسی طرف متوجہ نہ ہوئے اور سیدھے خانہ کعبہ پہنچ کر ابو جہل کے سر پر زور سے اپنی کمان دے ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا، یہ دیکھ کر بنی مخزوم کے چند آدمی ابو جہل کی مدد کے لئے دوڑے اور بولے حمزہ شاید تم بھی بد دین ہو گئے، آپ نے فرمایا:

"جب اس کی حقانیت مجھ پر ظاہر ہو گئی تو کیا چیز مجھے اس سے باز رکھ سکتی ہے؟ ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں سب حق ہے، خدا کی قسم اب میں اس سے پھر نہیں سکتا، اگر تم سچے

Marfat.com

ہو تو مجھے روک کر دیکھ لو"

ابوجہل نے کہا "ابو عمارہ کو چھوڑ دو، خدا کی قسم! میں نے ابھی اس کے بھتیجے کو سخت گالیاں دی ہیں"

یہ اسلام کا وہ زمانہ تھا کہ آنحضرت ﷺ ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں پناہ گزین تھے، اور مومنین کا حلقہ صرف چند کمزور و ناتواں ہستیوں پر محدود تھا، لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اضافہ سے دفعتہ حالت بدل گئی اور کفار کی مطلق العنان دست درازیوں اور ایذا رسانیوں کا سدباب ہوگیا، کیونکہ ان کی شجاعت و جانبازی کا تمام مکہ لوہا مانتا تھا۔(۱)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا شمار تاریخ اسلام کے جانباز مجاہدین اور مایہ ناز سپہ سالاروں میں ہوتا ہے۔ آپ کی مظلومانہ اور اندوہناک شہادت اہل اسلام کو عزیمت و استقامت کا درس فراہم کرتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو آپ نے ایسا دردناک منظر دیکھا کہ اس سے زیادہ دردناک منظر کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپ نے دیکھا کہ ان کے کان ناک وغیرہ اعضاء کاٹ دیئے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

"تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، جہاں تک مجھے معلوم ہے تم صلۂ رحمی کرنے والے اور بہت زیادہ نیکیاں کرنے والے تھے"(۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے پاس کھڑے ہوئے تو آپ نے بہت زیادہ دل دکھانے والی حالت دیکھی۔ آپ نے فرمایا:

"اگر اپنی رشتہ دار عورتوں کے رنج و غم بڑھ جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں انہیں دفن نہ کرتا اور یہاں ایسے چھوڑ دیتا تاکہ یہ درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کے پوٹوں میں چلے جاتے اور وہاں سے اللہ تعالیٰ انہیں میدانِ حشر میں

---

(۱) المستدرک للحاکم (۳/۹۳) سیر الصحابة (۲/۱۸۸.۱۸۹)

(۲) المستدرک للحاکم (۳/۱۹۷)

Marfat.com

اٹھاتے''(یوں تمہاری قربانی اور بڑھ جاتی)

ان کی دردناک حالت دیکھ کر حضور ﷺ نے شدتِ غم میں فرمایا''اگر وہ کافر میرے قابو آ گئے تو میں ان میں سے تیس آدمیوں کے ناک کان اعضاء کاٹوں گا''

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ٥ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ٥﴾(۱)

''اور اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو جائیں''

پھر آپ کے فرمانے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قبلہ رخ لٹا دیا گیا اور آپ نے نو تکبیریں کہہ کر ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی، پھر ان کا جنازہ وہیں رہنے دیا، پھر آپ کے پاس شہداء کو لایا گیا جب بھی کوئی شہید لایا جاتا تو اسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھ دیا جاتا۔ چونکہ شہداء کی تعداد ۷۲ تھی اس وجہ سے آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اور دیگر شہداء کی بہتر (۷۲) مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی، پھر آپ نے کھڑے ہو کر ان شہداء کو دفن کیا۔ جب قرآنِ مجید کی اوپر والی آیت نازل ہوئی تو آپ نے کافروں کو معاف کر دیا اور ان سے درگزر فرما لیا اور ان کے ناک، کان اعضاء کاٹنے کا ارادہ چھوڑ دیا۔(۲)

(۱) النحل:۱۲۶۔۱۲۷

(۲) حیاة الصحابة (۲/۷۳۹)

Marfat.com

حضور ﷺ کا امت کو الوداع کہنا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے محبوب نبی کریم ﷺ (میرے ماں باپ اور میری جان ان پر قربان ہو) کے انتقال سے چھ دن پہلے ہمیں ان کے انتقال کی خبر ہو گئی تھی۔

جب جدائی کا وقت قریب آیا تو حضور ﷺ نے ہمیں اماں جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع فرمایا۔ ہمارے اوپر آپ کی نظر پڑی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا:

”مرحبا! تمہیں خوش آمدید ہو......

اللہ تمہاری عمر دراز کرے......

اللہ تمہاری حفاظت فرمائے......

اللہ تمہیں اچھا ٹھکانہ دے......

اللہ تمہاری مدد فرمائے......

اللہ تمہیں بلند فرمائے......

اللہ تمہیں ہدایت دے......

اللہ تمہیں رزق عطا فرمائے......

اللہ تمہیں توفیق عطا فرمائے......

اللہ تمہیں سلامت رکھے......

اللہ تمہیں قبول فرمائے......

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمہارا خیال رکھے اور تمہارے کام اسی کے سپرد کرتا ہوں۔ میں تمہیں اس بات سے واضح طور

Marfat.com

پر ڈراتا ہوں کہ اللہ کے مقابلہ میں اس کے بندوں کے متعلق اس کی زمین پر تکبر نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اور تم سے فرمایا ہے:

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (۱).

''یہ عالمِ آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا، اور اچھا انجام اہل تقویٰ کے لئے ہے''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ﴾ (۲)

''کیا ان متکبرین کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے؟''

پھر آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ وقت اور سدرۃ المنتہیٰ (۳) جنت الماویٰ (۴) لبریز پیالے اور سب سے بلند رفیق یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف واپس جانے کا وقت بالکل قریب آگیا ہے۔

ہم نے پوچھا ''یارسول اللہ! اس وقت آپ کو غسل کون دے؟''

آپ نے فرمایا ''میرے خاندان کے مرد، سب سے زیادہ قریب کے رشتہ والا، پھر اس کے بعد والا درجہ بدرجہ''

ہم نے پوچھا ''ہم آپ کو کفن کس میں دیں؟''

آپ نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو میرے ان ہی کپڑوں میں کفن دے دینا یا یمنی جوڑے میں یا مصری کپڑوں میں کفن دے دینا''

---

(۱) القصص:۸۳

(۲) الزمر:۶۰

(۳) ساتویں آسمان پر بیری کا ایک درخت ہے فرشتوں کے پہنچنے کی حدود وہیں تک ہے اور یہ ایک مرکزی مقام ہے، عرشِ الٰہی سے احکام یہیں پہنچتے ہیں۔

(۴) متقیوں کی آرام والی جنت

Marfat.com

ہم نے پوچھا ''ہم میں سے کون آپ کی نماز جنازہ پڑھائے؟'' یہ کہہ کر ہم بھی رو پڑے اور حضور ﷺ بھی رونے لگے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ذرا ٹھہرو، اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہیں تمہارے نبی کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے۔

جب تم مجھے غسل دے چکو اور میرے جنازہ کو میرے اس کمرے میں قبر کے کنارے پر رکھ دو تو پھر تم سب تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جانا، کیونکہ سب سے پہلے میرے خلیل اور ہم نشین حضرت جبرئیل میری نمازِ جنازہ پڑھیں گے، پھر حضرت میکائیل، پھر حضرت اسرافیل اور پھر ملک الموت اپنے پورے لشکر کے ساتھ پھر سارے فرشتے نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

پھر تم ایک ایک جماعت بن کر اندر آنا اور مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا اور کسی عورت کو نوحہ کر کے رونے نہ دینا اور نہ شور مچانے دینا اور نہ بلند آواز سے رونے دینا ورنہ مجھے تکلیف ہوگی۔

پہلے میرے خاندان کے مرد اندر آکر صلوٰۃ وسلام پڑھیں، پھر تم لوگ۔

تم میری طرف سے اپنے لئے سلام قبول کرلو اور جتنے میرے بھائی اس وقت غائب ہیں انہیں میرا اسلام کہہ دینا۔

میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میرے بعد جو بھی تمہارے دین میں داخل ہو میں اسے بھی سلام کہہ رہا ہوں اور آج سے لے کر قیامت تک جو بھی میرے دین کا اتباع کرے گا میں اسے بھی سلام کہہ رہا ہوں''

پھر ہم نے ٹوٹے ہوئے دلوں کے ساتھ عرض کیا ''یارسول اللہ! ہم میں سے کو آپ کو قبر میں اتارے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''میرے خاندان کے مرد اور ان کے ساتھ بہت سے فرشتے ہوں گے، وہ

Marfat.com

فرشتے تو تمہیں دیکھ رہے ہوں گے لیکن تم انہیں نہ دیکھ سکو گے“(۱)

باغ باقی ہے باغباں نہ رہا
اپنے پھولوں کا پاسباں نہ رہا
کارواں تو رواں رہے گا مگر
ہائے وہ میرِ کارواں نہ رہا

☆☆☆

(۱) حلية الأولياء(٤/١٦٨)، طبقات ابن سعد (٢/٢٥٦)، حياة الصحابة (٢/٤٣٣۔٤٣٤)

Marfat.com

فهرس المراجع

1- القرآن الحكيم تنزيل من الرحمن الرحيم۔

2- صحيح البخارى۔ للامام محمد بن اسمعيل البخارى(م:٢٥٦ الهجرية)۔من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

3- صحيح مسلم ۔للامام أبى الحسين مسلم بن الحجاج النيسابورى (م:٢٦١ الهجرية) ۔من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

4- سنن أبى داؤد۔ للامام سليمان بن اشعث السجستانى (م:٢٧٥ الهجرية)۔ من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

5- جامع الترمذى۔ للامام محمد بن عيسى الترمذى (م:٢٧٩)۔من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

6- سنن النسائى۔للامام الحافظ أبى عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن على ابن بحر النسائى (م:٣٠٣ الهجرية) ۔من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

7- سنن ابن ماجه۔ للامام ابى عبد الله محمد بن يزيد الربعى القزوينى(م:٢٧٣)۔ من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

8- كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال۔ للامام علاء الدين على المتقى بن حسام الدين الهندى البرهان فورى (م: ٩٧٥الهجرية)، بتحقيق بكرى حيانى۔صفوة السقا،طبع من مؤسسة الرسالة،الطبعة الخامسة فى 1981ء، من منشورات:http:// www.raqamiya.org

Marfat.com

-9 المستدرك على الصحيحين فى الحديث۔ للامام أبى عبد الله محمد بن عبد الله بن المعروف بالحاكم (م:٤٠٥ الهجرية) ، دارالكتب العلمية، بيروت. بتحقيق مصطفى عبد القادر عطا،الطبعة الأولى فى1990ء.

-10 موطا الامام مالك۔ للامام انس ابن مالك الأصبحى المدنى (م:٨٤ الهجرية)۔ من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

-11 مسندالامام أحمد ۔لأبى عبد الله أحمد بن حنبل الشيبانى (م:٢٤١ الهجرية)۔من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

-12 سنن الدارمى۔ابو محمد عبد الله بن عبد الرحمن الدارمى (م:٢٥٥ الهجرية)۔من منشورات شركة البرامج الاسلامية الدولية، (Global Islamic Software Company)

-13 المعجم الكبير،لسليمان بن أحمد بن أيوب أبى القاسم الطبرانى، طبع من مكتبة العلوم و الحكم الموصل،بتحقيق حمدى بن عبد المجيد السلفى،الطبعة الثانية فى 1983م

-14 شعب الايمان،لأبى بكر أحمد بن الحسين البيهقى، دار الكتب العلمية، بتحقيق محمد السعيد بسيونى زغلول، الطبعة الأولى فى 1410الهجرية.

-15 مصنف ابن ابى شيبة(المصنف فى الأحاديث و الآثار) لأبى بكر عبد الله بن محمد بن أبى شيبة الكوفى،مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولى فى 1409الهجرية، بتحقيق كمال يوسف الحوت،

-16 جامع الأحاديث، جلال الدين السيوطى، من منشورات المكتبة الشاملة، أنظر (http://www.islamport.com)

-17 كنز العمال فى سنن الأقوال و الأفعال۔ للامام علاء الدين على المتقى بن حسام الدين الهندى البرهان فورى (م: ٩٧٥الهجرية) بتحقيق محمود عمر الدمياطي ۔دار الكتب العلمية۔ بيروت.

Marfat.com

18- البداية و النهاية ـ الحافظ عماد الدين ابن كثير الدمشقى (م: ٧٧٤الهجرية) ـ من منشورات المكتبة الشاملة، أنظر (http://www.islamport.com)

19- الاصابة فى تمييز الصحابة ـ للامام احمد بن على بن حجر العسقلانى (م: ٨٥٢الهجرية) ـ دار الجيل، بيروت، بتحقيق على محمد البجاوى. الطبعة الأولى فى 1412الهجرية.

20- الترغيب و الترهيب من الحديث الشريف ـ للامام الحافظ عبد العظيم بن عبد القوى المنذرى، طبعت من دار الكتب العلمية، بيروت، بتحقيق ابراهيم شمس الدين، الطبعة الأولى 1417الهجرية.

21- الطبقات الكبرى ـ للامام محمد بن سعد بن منيع الزهرى (م: ٢٣٠ الهجرية) ـ دار صادر، بيروت

22- تاريخ الطبرى (تاريخ الأمم و الملوك) ـ للعلامة ابى جعفرمحمدبن جريربن يزيد الطبرى (م: ٣١٠ الهجرية) ـ دارالكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولى فى 1407

23- مجمع الزوائدومنبع الفوائد ـ للامام الحافظ نور الدين على بن أبى بكر الهيثمى (م: ٨٠٧الهجرية) ـ دارالكتب ـ بيروت.

24- المستدرك على الصحيحين فى الحديث ـ للامام أبى عبد الله محمد بن عبد الله بن المعروف بالحاكم (م: ٤٠٥ الهجرية) مطابع النصر الحديثية ـ الرياض.

25- تفسير ابن كثير، ـ الحافظ عماد الدين ابن كثير الدمشقى (م: ٧٧٤الهجرية)، قديمى كتب خانه، كراتشى.

26- الدر المنثور، لعبد الرحمن بن الكمال جلال الدين السيوطى، دارالفكر، بيروت1993م

27- زاد المعاد، شمس الدين محمد بن أبى بكر ابن القيم الجوزية (م: ٧٥١الهجرية)

28- حياة الصحابة رضى الله عنهم ـ للعلامة الداعية محمد يوسف الكاندهلوى (م: ١٩٦٥م) ـ كتب خانه فيضى ـ لاهور.

29- السنن الكبرى، لأبى بكر أحمد بن الحسين البيهقى، دار الكتب العلمية

30- الشمائل للترمذى، لمحمدبن عيسى الترمذى، مكتبه رحمانيه، لاهور ـ

Marfat.com

31- سبل الهدى والرشاد فى سيرة خير العباد، لمحمد بن يوسف الصالحى الشامى، موقع يعسوب.

32- الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، للعلامة القاضى أبى الفضل عياض، موقع يعسوب.

33- الأدب المفرد، لمحمد بن اسماعيل البخارى،مكتبة رحمانية، لاهور.

34- أسد الغابةفى معرفة الصحابة۔ للامام عز الدين ابن الأثير، على بن محمد الجزرى(م: ٦٣٠الهجرية)۔طبعة دارالفكر۔ بيروت.

35- معرفة الصحابه لأبى نعيم الأصبهانى، موقع جامع الأحاديث.

36- دلائل النبوة،أبى بكر أحمد بن الحسين البيهقى، دار الكتب العلمية

37- مشكل الآثار للطحاوى، مكتبه رحمانية،لاهور.

38- الأربعون على مذهب المتحققين من الصوفية لأبى نعيم الأصبهانى

39- المعجم الأوسط، لأبى القاسم سليمان بن أحمد الطبرانى، دار الحرمين، القاهرة.

40- جزء فضائل فاطمة، ابن شاهين، مكتبة التربية الإسلامية، القاهرة.

41- بہشتی زیور، مولانا اشرف علی تھانوی، ادارۂ اسلامیات، لاہور

42- سیرۃ المصطفیٰ للکاندھلوی، مولانا یوسف کاندھلوی، مکتبۃ الحسن، لاہور

43- دیوان حسان بن ثابت، مکتبۂ رحمانیہ، لاہور

44- سیر الصحابۃ، جماعۃ من العلماء، ادارہ اسلامیات، لاہور

☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

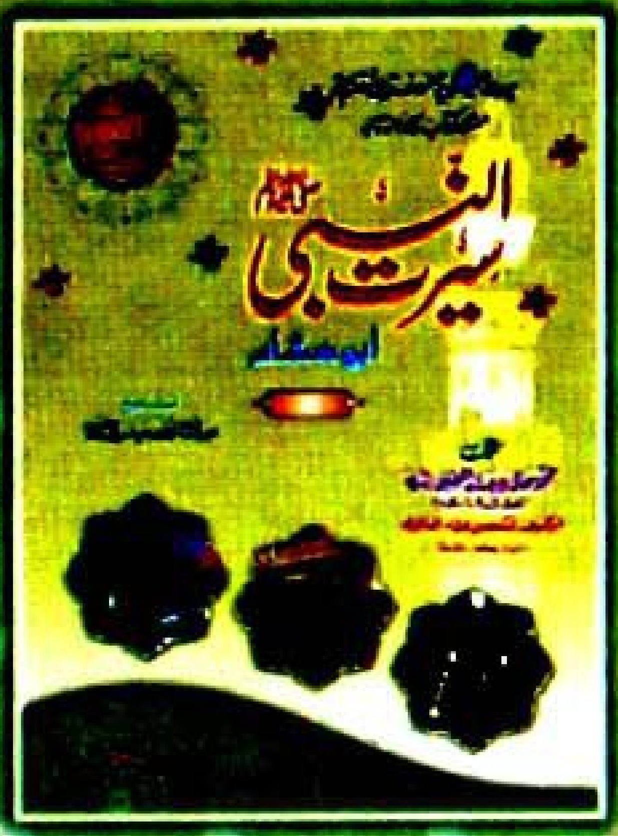

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37221395

557

Marfat.com